ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

18

www.tanzeem.org

30 اپریل تا 6 مئی 2013ء/19 تا 25 جمادی الثانی 1434ھ

اس شمارے میں

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو!

”کیا تم اس کلام الٰہی سے بے اعتنائی برتتے ہو؟“

لنڈے کا گلا سڑا نظام

مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

داعی الی اللہ کے چند اوصاف

سلطان ٹیپو

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

محاسبۂ نفس

اگر آپ کہتے ہیں کہ آپ نے اسلام قبول کیا اور ایمان لے آئے تو دیکھئے کہ آیا فی الواقع آپ کا جینا اور مرنا خدا کے لئے ہے؟ کیا آپ اسی لیے جی رہے ہیں اور آپ کے دل اور دماغ کی ساری قابلیتیں، آپ کے جسم اور جان کی ساری قوتیں، آپ کے اوقات اور آپ کی محنتیں، کیا اسی کوشش میں صَرف ہو رہی ہیں کہ خدا کی مرضی آپ کے ہاتھوں پوری ہو، اور آپ کے ذریعے سے وہ کام انجام پائے جو خدا اپنی مسلم امت سے لینا چاہتا ہے؟ پھر کیا آپ نے اپنی اطاعت اور بندگی کو خدا ہی کے لئے مخصوص کر دیا ہے؟ کیا نفس کی بندگی، خاندان کی، برادری کی، دوستوں کی، سوسائٹی کی اور حکومت کی بندگی آپ کی زندگی سے بالکل خارج ہو چکی ہے؟ کیا آپ نے اپنی پسند اور ناپسند کو سراسر رضائے الٰہی کے تابع کر دیا ہے؟ پھر دیکھئے کہ واقعی آپ جس سے محبت کرتے ہیں خدا کے لئے کرتے ہیں؟ جس سے نفرت کرتے ہیں خدا کے لئے کرتے ہیں؟ اور اس نفرت اور محبت میں آپ کی نفسانیت کا کوئی حصہ شامل نہیں ہے؟ پھر کیا آپ کا دینا اور روکنا بھی خدا کی خاطر ہو چکا ہے؟ اپنے پیٹ اور اپنے نفس سمیت دنیا میں آپ جس کو جو کچھ دے رہے ہیں اسی لئے دے رہے ہیں کہ خدا نے اس کا حق مقرر کیا ہے اور اس کو دینے سے صرف خدا کی رضا آپ کو مطلوب ہے؟ اور اسی طرح جس سے آپ جو کچھ روک رہے ہیں وہ بھی اسی لئے روک رہے ہیں کہ خدا نے اسے روکنے کا حکم دیا ہے، اور اس کے روکنے میں آپ کو خدا کی خوشنودی حاصل ہونے کی تمنا ہے؟ اگر آپ یہ کیفیت اپنے اندر پاتے ہیں تو اللہ کا شکر کیجئے کہ اس نے آپ پر نعمت ایمان کا اتمام کر دیا، اور اگر اس حیثیت سے آپ اپنے اندر کمی محسوس کرتے ہیں تو ساری فکریں چھوڑ کر بس اسی کمی کو پورا کرنے کی فکر کیجیے اور اپنی تمام کوششوں اور محنتوں کو اسی پر مرکوز کر دیجئے، کیوں کہ اسی کسر کے پورے ہونے پر دنیا میں آپ کی فلاح اور آخرت میں آپ کی نجات کا مدار ہے۔

خطبات

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سورۃ الرعد

(آیت:17)

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتۡ اَوۡدِیَۃٌۢ بِقَدَرِہَا فَاحۡتَمَلَ السَّیۡلُ زَبَدًا رَّابِیًا ؕ وَ مِمَّا یُوۡقِدُوۡنَ عَلَیۡہِ فِی النَّارِ ابۡتِغَآءَ حِلۡیَۃٍ اَوۡ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثۡلُہٗ ؕ کَذٰلِکَ یَضۡرِبُ اللّٰہُ الۡحَقَّ وَ الۡبَاطِلَ ۬ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَیَذۡہَبُ جُفَآءً ۚ وَ اَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ ؕ کَذٰلِکَ یَضۡرِبُ اللّٰہُ الۡاَمۡثَالَ ﴿ؕ۱۷﴾

آیت 17 ﴿اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتۡ اَوۡدِیَۃٌۢ بِقَدَرِہَا﴾ ”وہ آسمان سے پانی برساتا ہے‘ پھر تمام ندیاں بہنے لگتی ہیں اپنی اپنی وسعت کے مطابق“

قرآن چونکہ حجاز میں نازل ہو رہا تھا اس لیے اس میں زیادہ تر مثالیں بھی اسی سرزمین سے دی گئی ہیں۔ اس مثال میں بھی علاقہ حجاز کے پہاڑی سلسلوں اور وادیوں کا ذکر ہے‘ کہ جب بارش ہوتی ہے تو ہر وادی میں اُس کی وسعت کے مطابق سیلابی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ کسی وادی کا catchment area زیادہ ہے تو وہاں زیادہ زوردار سیلاب آ جاتا ہے اور جس کا کم ہے وہاں تھوڑا سیلاب آ جاتا ہے۔ ﴿فَاحۡتَمَلَ السَّیۡلُ زَبَدًا رَّابِیًا ؕ﴾ ”پھر اٹھا لاتا ہے سیلاب اُبھرتے جھاگ کو۔“

پانی جب زور سے بہتا ہے تو اس کے اوپر جھاگ سا بن جاتا ہے۔ لیکن اس جھاگ کی کوئی حقیقت اور وقعت نہیں ہوتی۔

﴿وَ مِمَّا یُوۡقِدُوۡنَ عَلَیۡہِ فِی النَّارِ ابۡتِغَآءَ حِلۡیَۃٍ اَوۡ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثۡلُہٗ ؕ﴾ ”اور جن (دھاتوں) کو یہ لوگ آگ پر تپاتے ہیں زیور یا دوسری چیزیں بنانے کے لیے ان پر بھی اسی طرح کا جھاگ اُبھرتا ہے۔“

﴿کَذٰلِکَ یَضۡرِبُ اللّٰہُ الۡحَقَّ وَ الۡبَاطِلَ ؕ﴾ ”اسی طرح اللہ حق و باطل کو ٹکراتا ہے۔“ اس کا دوسرا ترجمہ یوں ہوگا: ”اسی طرح اللہ حق و باطل کی مثال بیان کرتا ہے۔“

﴿فَاَمَّا الزَّبَدُ فَیَذۡہَبُ جُفَآءً ۚ﴾ ”تو جو جھاگ ہے وہ خشک ہو کر زائل ہو جاتا ہے۔“

جھاگ کی کوئی حقیقت اور حیثیت نہیں ہوتی‘ اصل نتائج کے اعتبار سے اس کا ہونا یا نہ ہونا گویا برابر ہے۔

﴿وَ اَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ ؕ﴾ ”اور جو چیز لوگوں کے لیے مفید ہوتی ہے وہ ٹھہر جاتی ہے زمین میں۔“

سیلاب کا پانی زمین میں جذب ہو کر فائدہ مند ثابت ہوتا ہے جبکہ جھاگ ضائع ہو جاتا ہے‘ اسی طرح پگھلی ہوئی دھات کے اوپر پھولا ہوا جھاگ اور میل کچیل فضول چیز ہے‘ اصل خالص دھات اس جھاگ کے نیچے کٹھالی کی تہہ میں موجود ہوتی ہے جس سے زیور یا کوئی دوسری قیمتی چیز بنائی جاتی ہے۔

﴿کَذٰلِکَ یَضۡرِبُ اللّٰہُ الۡاَمۡثَالَ ﴿ؕ۱۷﴾﴾ ”اسی طرح اللہ مثالیں بیان کرتا ہے۔“

یہ آیت کارل مارکس کے dialectical materialism کے فلسفے کے حوالے سے بہت اہم ہے۔ اس فلسفے کا جتنا حصہ درست ہے وہ اس آیت میں موجود ہے۔ دورِ جدید کے یہ جتنے بھی نظریے (theories) ہیں ان میں سے ہر ایک میں کچھ نہ کچھ سچائی موجود ہے۔ ڈارون کا نظریہ ارتقاء ہو یا فرائیڈ اور مارکس کے نظریات‘ ان میں سے کوئی بھی سو فیصد غلط نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان نظریات میں غلط اور درست خیالات گڈمڈ ہیں۔ جہاں تک مارکس کے نظریہ جدلیاتی مادیت (dialectical materialism) کا تعلق ہے اس کے مطابق کسی معاشرے میں ایک خیال یا نظریہ جنم لیتا ہے جس کو thesis کہا جاتا ہے۔ اس کے ردِعمل کے طور پر اینٹی تھیسس (antithesis) وجود میں آتا ہے۔ پھر یہ تھیسس اور اینٹی تھیسس ٹکراتے ہیں اور ان کے ٹکرانے سے ایک نئی شکل پیدا ہوتی ہے جسے سن تھیسس (synthesis) کہا جاتا ہے۔ یہ اگرچہ اس نظریہ کی بہتر شکل ہوتی ہے مگر یہ بھی اپنی جگہ کامل نہیں ہوتی‘ اس کے اندر بھی نقائص موجود ہوتے ہیں۔ چنانچہ اِسی سن تھیسس کی کوکھ سے ایک اور اینٹی تھیسس جنم لیتا ہے۔ ان کا پھر آپس میں اسی طرح ٹکراؤ ہوتا ہے اور پھر ایک نیا سن تھیسس وجود میں آتا ہے۔ یہ عمل (process) اسی طرح بتدریج آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اس تصادم میں جو چیز فضول‘ غلط اور بیکار ہوتی ہے وہ ضائع ہوتی رہتی ہے‘ مگر جو علم اور خیال معاشرے اور نسل انسانی کے لیے فائدہ مند ہوتا ہے وہ کسی نہ کسی شکل میں موجود رہتا ہے۔

دورِ جدید کے بیشتر نظریے (theories) ایسے لوگوں کی تخلیق ہیں جن کے علم اور سوچ کا انحصار کلی طور پر مادے پر تھا۔ یہ لوگ روح اور اس کی حقیقت سے بالکل نابلد تھے۔ بنیادی طور پر یہی وجہ تھی کہ ان لوگوں کے اخذ کردہ نتائج اکثر و بیشتر غلط اور گمراہ کن تھے۔ بہرحال اس سارے عمل (process) میں غلط اور باطل خیالات و مفروضات خود بخود چھنتے رہتے ہیں اور نسل انسانی کے لیے مفید علوم کی تطہیر (purification) ہوتی رہتی ہے۔ سورۃ الانبیاء کی آیت ۱۸ میں یہ حقیقت اس طرح واضح کی گئی ہے: ﴿بَلۡ نَقۡذِفُ بِالۡحَقِّ عَلَی الۡبَاطِلِ فَیَدۡمَغُہٗ فَاِذَا ہُوَ زَاہِقٌ ؕ﴾ ”ہم دے مارتے ہیں حق کو باطل پر‘ تو وہ باطل کا بھیجا نکال دیتا ہے‘ پھر وہ (باطل) غائب ہو جاتا ہے“۔ حق و باطل اور خیر و شر کی اس کش مکش کے ذریعے سے گویا نسل انسانی تدریجاً تمدن اور ارتقاء کے مراحل طے کرتے ہوئے رفتہ رفتہ بہتری کی طرف آ رہی ہے۔

علامہ اقبال کے مطابق نسلِ انسانی کے لیے کامل بہتری یا حتمی کامیابی اللہ تعالیٰ کے اس پیغام کی تعمیل میں پوشیدہ ہے جس کا کامل عملی نمونہ اس دنیا میں پندرہ سو سال پہلے نبی آخرالزماں ﷺ نے پیش کیا تھا۔ ارتقاء فکر انسانی کے سفر کے نام پر انسانی تمدن کے چھوٹے بڑے تمام قافلے شعوری یا غیر شعوری طور پر اسی مینارۂ نور (light house) کی طرف رواں دواں ہیں۔ اگر کسی ماحول میں روشنی کی کوئی کرن اجالا بکھیرتی نظر آتی ہے تو وہ اسی منبع نور کی مرہونِ منت ہے۔ اور اگر کسی ماحول کے حصے کی تاریکیاں ابھی تک گہری ہیں تو جان لیجئے کہ وہ اپنی اس فطری اور حتمی منزل سے ہنوز دور ہے۔ اس سلسلے میں اقبال کے اپنے الفاظ ملاحظہ ہوں:

ہر کجا بینی جہانِ رنگ و بو　　زانکہ از خاکش بروید آرزو
یا ز نورِ مصطفےٰ او را بہاست　　یا ہنوز اندر تلاش مصطفےٰ است

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو!

اہل پاکستان کی غالب اکثریت سابق صدر پرویز مشرف کو قومی مجرم سمجھتی ہے۔ جس کسی محفل میں بھی وہ زیر بحث آئے گا یا اس کے حوالہ سے کوئی تحریر ہوگی تو اسے ڈکٹیٹر، فوجی طالع آزما اور غاصب جیسے القابات سے نوازا جائے گا۔ بلاشبہ اس شخص نے عہد شکنی کی۔ اس نے جس آئین کے تحفظ کا حلف اٹھایا تھا اسے ہی ہوس اقتدار میں پاؤں تلے روند ڈالا۔ اس زاویہ سے اس کی شخصیت کو زیر بحث لایا جائے تو یقیناً وہ قومی مجرم ہونے کے ساتھ ساتھ اس شرعی ضابطے کی خلاف ورزی کا بھی مرتکب ہوا کہ اپنے عہد کی پاسداری کرو۔ اللہ کی کتاب قرآن پاک میں ایفائے عہد کی تاکید کی گئی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے خود بھی سختی سے عہد کی پاسداری کی اور امت کو بھی اس کی تاکید فرمائی۔ پھر یہ کہ پرویز مشرف نے اس عہد شکنی کے لیے جو عذر تراشا تھا یعنی سپہ سالار کی حیثیت سے اس کی برطرفی غلط تھی، لہٰذا ردعمل میں اس نے آئین توڑا، تاریخ اس عذر کو سختی سے رد کرتی ہے۔ اس لیے کہ بڑے بڑے جرنیل جنہوں نے میدان جنگ میں عظیم فتوحات حاصل کی تھیں، ان کی بہادری اور حربی دانش کی ایک دنیا قائل تھی اور انہوں نے اپنی قوم اور ریاست کے لیے تاریخی کارنامے سرانجام دیے تھے جب وقت کی حکومت نے انہیں ان کی ذمہ داری اور منصب سے سبکدوش کیا تو وہ خاموشی سے الگ ہو گئے اور کسی قسم کی کوئی مزاحمت نہیں کی۔ لہٰذا قانونی نقطہ نظر سے ہی نہیں تاریخ کے حوالہ سے بھی ان کے اس عذر کو عذرِ لنگ ہی قرار دیا جائے گا۔

اس غلط قدم سے قطع نظر اگر ان کے کردار کا خالصتاً دنیوی اور قومی نقطہ نظر سے جائزہ لیا جائے تو وہ گزشتہ 65 سالوں میں اکثر حکمرانوں سے کہیں بہتر حکمران نظر آتے ہیں۔ مثلاً ان کے دور میں معاشی ترقی ہوئی، لوگوں کی قوت خرید میں اضافہ ہوا، جس کا وہ بار بار حوالہ دیتے تھے۔ ملکی خزانے کی صورت حال بہتر ہوئی، روپے کی قدر مستحکم ہوئی۔ زرمبادلہ کے ذخائر میں اضافہ ہوا۔ امن وامان کی صورت حال آج سے بہت بہتر تھی۔ صدر کا عہدہ سنبھالتے ہی انہوں نے جو بھارت کا دورہ کیا تھا اور جس طرح بھارت جیسی قوت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی اور کشمیر کے مسئلہ کو جس قوت سے اٹھایا اس کی تحسین نہ کرنا بخیلی ہوگی۔ لہٰذا یہ بات بلاخوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ پرویز مشرف کے دور میں ہر شعبہ میں ترقی اور بہتری کا رجحان تھا جس کا کچھ نہ کچھ فائدہ عام آدمی کو بھی پہنچ رہا تھا۔ یہ ایک عوامی نقطہ نظر ہے اور ان لوگوں کی رائے ہے جن کی ترجیح ہی نہیں کل نظر ہی صرف دنیوی معاملات پر ہے۔ ہمارے نزدیک آئین شکنی کی وجہ سے وہ یقیناً قومی مجرم بھی ہے لیکن اصلاً اور حقیقتاً وہ پوری امت مسلمہ کا مجرم ہے۔ اس نے عملاً خود کو اللہ اور رسول ﷺ کا باغی ثابت کیا، اس نے مسلمانوں سے دشمنی کا مظاہرہ کیا اور یہود ونصاریٰ کا دوست ثابت ہوا۔ اپنے اقتدار کو دوام بخشنے کے لیے وہ امارت اسلامیہ افغانستان کو جہاں اسلام کا نظامِ عدل اجتماعی جڑیں پکڑ رہا تھا، تباہ و برباد کرنے میں یہود ونصاریٰ کا دست و بازو بنا۔ پاکستان کے کئی ہوائی اڈے نیٹو فورسز کے حوالے کر دیے، جہاں سے ایک اطلاع کے مطابق 57 ہزار فضائی حملے افغانستان پر کیے گئے۔ اُس نے نیٹو افواج کو پاکستان کی فضا اور زمینی راستے استعمال کرنے کی اجازت دی اور اس نوع کی انتہائی گھٹیا اور غیر اخلاقی حرکت بھی کی کہ پاکستان میں افغانستان کے سفیر مُلّا عبدالسلام ضعیف کو پکڑ کر تشدد کا نشانہ بنایا اور پھر اسے امریکہ کے حوالے کر دیا گیا۔ جدید تاریخ میں کسی سفیر سے ایسے سلوک کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ ڈھٹائی اور بے شرمی کی انتہا یہ ہے کہ وہ خود اپنی کتاب میں تسلیم کرتا ہے کہ میری حکومت نے مجاہدین کو پکڑ پکڑ کر امریکہ کے حوالے کیا اور خوب ڈالر کمائے۔ قائداعظم نے قبائلیوں سے یہ وعدہ کیا تھا کہ پاکستان اپنی فوج ان کے خلاف کارروائی

تا خلافت کی بنا، دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

بانی: اقتدار احمد مرحوم

30 اپریل تا 6 مئی 2013ء — جلد 22
19 تا 25 جمادی الثانی 1434ھ — شمارہ 18

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، **طابع:** رشید احمد چودھری

مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور- 54000

فون: 36366638-36316638 فیکس: 36313131

E-Mail:markaz@tanzeem.org

مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور- 54700

فون: 35869501-03 فیکس: 35834000

publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرونِ ملک...... 450 روپے

بیرون پاکستان

انڈیا---------------------(2000 روپے)

یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)

ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر

"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

کے لیے کبھی ان علاقوں میں نہیں بھیجے گا۔ اس نے بانی پاکستان کے اس قول کی لاج بھی نہ رکھی اور قبائلیوں کے خلاف فوجی کارروائی کی، کیونکہ قبائلی افغانستان میں غاصب امریکیوں کو قبول کرنے کو تیار نہیں تھے۔ امریکی خواہش پر بعض قبائلی علاقوں میں اپنی خفیہ تنظیم ISI کا داخلہ بند کر دیا اور CIA اور ایم آئی 6 کو وہاں خفیہ کارروائیوں کی کھلی چھٹی دے دی۔ قصہ کوتاہ، اس سے جو بن پڑا امریکہ کی حمایت اور افغانی مجاہدین کی دشمنی میں اس نے کیا۔ ملت اسلامیہ سے اس سے بڑی غداری کیا ہوگی۔

اس نے لال مسجد کے معاملے کو اس طرح ہینڈل کیا کہ اپنے آقا امریکہ کو مجاہدین کا ہوا دکھایا جائے کہ اب وہ اسلام آباد کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ لہٰذا افغانستان میں اس کے مفادات کو شدید خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ پھر یہ کہ خود اس معاملے کو ہوا دی۔ اسے میڈیا میں بھرپور طریقے سے اچھالا اور ساری دنیا کو متوجہ کیا اور پھر جان بوجھ کر معاملات کو point of no return تک لے گیا اور صلح صفائی کی تمام کوششوں کو یکطرفہ طور پر رد کر دیا، پھر معصوم لوگوں کا قتل عام کیا اور امریکہ پر ثابت کرنے کی کوشش کی کہ تمہارے ان دشمنوں کو ختم کرنے کی صلاحیت اور استعداد صرف مجھ میں ہے، لہٰذا میری پشت پناہی کرو، میرے اقتدار کے ستون بنو، تاکہ تمہارے مفادات کی مکمل اور صحیح نگہداشت ہو سکے۔

ہمارے نزدیک پرویز مشرف کا جرم یہ بھی تھا کہ اس نے روشن خیالی کے نام پر ملک میں بے حیائی' عریانی اور فحاشی کو فروغ دیا۔ معاشرے کو مغربی کلچر کے رنگ میں رنگنے کی پوری کوشش کی۔ نیم برہنہ عورتوں اور مردوں کی کھلی شاہراہوں پر میراتھن ریس شروع کرائی۔ میڈیا سے گفتگو کے لیے آیا تو گود میں کتے کے دو پلے تھے جب اس سے پوچھا گیا کہ آپ کی خارجہ پالیسی کیا ہوگی تو کتے کے ان پلوں کو آگے کر کے کہا میری خارجہ پالیسی یہ ہوگی۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا صدر ہونے کے باوجود ایک محفل میں ناچنا شروع کر دیا جواب تک ٹیلی ویژن سکرین پر دکھایا جاتا ہے۔ اس ترکِ نادان کو اپنا آئیڈیل قرار دیا جس نے خلافت کی قبا چاک کی تھی۔ اگرچہ یہ ایک حقیقت ہے کہ امت مسلمہ اس وقت ستاون (57) مسلمان ممالک میں تقسیم ہے اور وحدت امت کا معاملہ صرف نظریاتی سطح پر ہے۔ یہ مسلمانوں کا المیہ ہے۔ ہم اس تقسیم کے انکاری نہیں کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے، لیکن ایک اچھے مسلمان کا آئیڈیل وحدت امت ہونا چاہیے اور اسے بطور نظریہ اور ہدف ہمارے اذہان سے اوجھل نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن جنرل پرویز مشرف نے ''سب سے پہلے پاکستان'' کا نعرہ لگا کر اس نظریہ پر کاری ضرب لگائی۔

پرویز مشرف کے جرائم کی فہرست بہت طویل ہے۔ مستقبل کا مؤرخ اسے صحیح طور پر مرتب کرے گا۔ اب سوال یہ ہے کہ اس شخص نے اتنے جرائم کے ارتکاب کے باوجود پاکستان آنے کی جرأت کیوں کی؟ کچھ کالم نگار کہتے ہیں کہ چوہا روغن کی خوشبو پا کر پنجرے میں آ گیا ہے۔ کچھ کا خیال ہے کہ عالمی قوتیں اس سے اب بھی کوئی کام لینا چاہتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ہماری رائے میں اللہ اور رسول ﷺ کے باغیوں کی آخرت میں سزا تو یقینی ہوتی ہے، اللہ رب العزت کی سنت ہے کہ وہ ان میں سے بعض کو دنیا میں بھی سزا دیتا ہے اور دوسروں کے لیے عبرت کا سامان کرتا ہے۔ فرعون اور نمرود کو بھی دنیوی ذلت و رسوائی حاصل ہوئی تھی۔ دونوں کی موت رسوا کن اور عبرتناک تھی۔ پرویز مشرف کو بھی اپنے کرتوتوں کی سزا اس دنیا میں ملنے کو ہے۔ وقت کا یہ فرعون عدالتوں میں دھکے کھا رہا ہے۔ کوئی اس پر جوتا پھینکتا ہے اور کوئی کرسی مارنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ دنیوی ذلت ہے جو اسے مل رہی ہے۔ آخر میں ہم ایک بات انتہائی پرزور انداز میں کہیں گے وہ یہ کہ کچھ اس طرح کی خبریں آ رہی ہیں کہ عالمی قوتیں اس کی رہائی کی کوششیں کر رہی ہیں کیونکہ ان کے علم میں ہے کہ معاشی اور سیاسی طور پر کمزور پاکستان کی تاریخ یہ ہے کہ وہ اپنے قرض خواہوں کی خواہشات کو رد نہیں کرتا بلکہ انہیں اپنے لیے حکم کا درجہ دیتا ہے۔ ہم حکومت پاکستان سمیت تمام اداروں کو انتباہ کرتے ہیں کہ اگر پرویز مشرف کسی بھی عذر کی بنا پر رہا کیا گیا تو پاکستان کی سلامتی پر ایک بہت بڑا سوالیہ نشان لگ جائے گا۔ بلوچستان آگ کا شعلہ بن جائے گا اور قبائلیوں کو سنبھالنا پاکستانی فوج کے بس کی بات نہیں رہے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ان رہنماؤں کو ہدایت دے۔ معاملات کی سنگینی اور نزاکت کا ادراک انہیں حاصل ہو اور انہیں اللہ کے باغیوں کے عبرتناک انجام سے سبق حاصل کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

پریس ریلیز 26 اپریل 2013ء — حافظ عاکف سعید

عالمی قوتوں کے دباؤ پر پرویز مشرف کو ماورائے عدالت رہا کیا گیا تو اس سے ملکی سلامتی پر ایک بڑا سوالیہ نشان لگ جائے گا

اگر انتخابات کا انعقاد پُرامن نہ ہو سکا تو انارکی پھیلنے کا اندیشہ ہے

پاکستان کے مختلف علاقوں میں ہونے والی دہشت گردی انتخابات کے التوا کے لیے اندرونی و بیرونی دشمنوں کی کارروائی معلوم ہوتی ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہی۔ انہوں نے کہا کہ ہم سختی سے اس بات کے مخالف ہیں کہ کسی پر بلاثبوت الزام دھرا جائے لیکن نگرانوں کا فرض ہے کہ اس دہشت گردی کا سدباب کریں کیونکہ انتخابات کے لیے پُرامن ماحول فراہم کرنا ان کی ذمہ داری ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر انتخابات کا انعقاد پُرامن نہ ہو سکا تو انارکی پھیلنے کا اندیشہ ہے جو ملکی سلامتی کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔ انہوں نے ان خبروں پر زبردست تشویش کا اظہار کیا کہ بعض عالمی قوتیں پرویز مشرف کو رہا کرانے کے لیے سرگرم ہو چکی ہیں۔ انہوں نے انتباہ کیا کہ اگر پرویز مشرف کو ماورائے عدالت کسی انتظامی فیصلے کے تحت رہا کیا گیا تو اس سے ملکی سلامتی پر ایک بڑا سوالیہ نشان لگ جائے گا۔ ردعمل میں بلوچستان میں بھڑک اٹھنے والی آگ کو سرد کرنا اور قبائلیوں کی جوابی کارروائیوں کو روکنا ملک کے کسی ادارے یہاں تک کہ فوج کے بس کی بات بھی نہیں رہے گی۔ انہوں نے کہا کہ ہر ملزم کے ساتھ یکساں سلوک ہونا چاہیے۔ یہ جاننے کے باوجود کہ پرویز مشرف اللہ، رسول اور قوم کا باغی ہے ہم یہ مطالبہ کریں گے کہ اسے عدالت میں اپنی صفائی کا پورا پورا موقع دیا جائے۔ ہم اپنی اعلیٰ عدالتوں سے انصاف کی توقع کرتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ شخص اپنے کرتوتوں کی سزا اس دنیا میں بھی پائے گا۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی پاکستان)

”یہ بڑے رتبے والا قرآن ہے......“

”پھر کیا تم اس کلام سے بے اعتنائی برتتے ہو؟“

سورۃ الواقعہ کے آخری رکوع کا مطالعہ

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 19 اپریل 2013ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

(سورۃ الواقعہ کے آخری رکوع کی تلاوت اور خطبۂ مسنونہ کے بعد)

حضرات! سورۃ الواقعہ کا تیسرا رکوع آج ہمارے زیر مطالعہ ہے۔ اس رکوع کے آغاز میں قرآن مجید کی عظمت کے حوالے سے ایک خاص قسم کھائی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ یہ قرآن انتہائی عظمت والا ہے۔ اس سے پہلے سورۃ الرحمٰن کے آغاز میں بھی قرآن کا تذکرہ تھا۔ وہاں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ قرآن مجید اللہ کا ایک بہت بڑا تحفہ اور نعمت اور اللہ کی صفت رحمانیت کا مظہر ہے۔ عظمت قرآن کے حوالے سے سورۃ الحشر میں ایک تمثیل آئی ہے۔ فرمایا: ﴿لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ (۲۱)﴾ ”اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم اس کو دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے دبا جا رہا ہے اور پھٹا پڑتا ہے۔“ یعنی اس کلام کے اندر اللہ کی ہیبت اور جلال جھلکتا ہے، لہٰذا اگر یہ کسی پہاڑ پر نازل ہوتا تو وہ بھی اس کی تاب نہیں لا سکتا تھا۔ یہاں سورۃ الواقعہ میں عظمت قرآن کا ذکر ایک اور انداز سے ہے۔ فرمایا:

﴿فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ (۷۵)﴾

”ہمیں تاروں کی منزلوں کی قسم۔“

یہاں قرآن کی حقانیت اور صداقت پر مواقع النجوم کی قسم کھائی گئی ہے۔ مواقع موقع کی جمع ہے۔ مواقع النجوم کا ترجمہ ”ستاروں کے ڈوبنے کی جگہیں“ اور ”ستاروں کی گرنے کی جگہیں“ کیا گیا ہے اور یہ جگہیں دراصل آسمان میں وہ ٹھکانے اور کمین گاہیں ہیں جہاں پر چھپ کر جنات کچھ سن گن لیتے ہیں۔ اللہ کے حکم سے ان جنات پر شہاب ثاقب کی شکل میں میزائل داغے جاتے ہیں۔ یہ شہاب ثاقب وہاں گر کر جنات کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ بہرکیف مواقع النجوم ستاروں کے گرنے کی جگہیں ہیں اور ان کی یہاں قسم کھائی گئی ہے۔

مواقع النجوم کے بارے میں ایک رائے بلیک ہولز کے تصور کے حوالے سے سامنے آئی ہے۔ اس رائے کے مطابق مواقع النجوم دراصل بلیک ہولز ہیں۔ فزکس میں بلیک ہولز کا تصور یہ ہے کہ جب کوئی ستارہ اپنی طبعی عمر (کروڑوں، اربوں سال) پوری کر لیتا ہے تو اس کے اندر کچھ ایسے تغیرات واقع ہوتے ہیں کہ وہ سکڑنا شروع کر دیتا ہے۔ پھر اس کے اندر ایک ایسی کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ اس کی روشنی بھی اس کے اندر گم ہو جاتی ہے اور وہ بلیک ہول کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اور اس کے اندر اتنی کشش ثقل پیدا ہو جاتی ہے کہ آس پاس سے گزرنے والے ستارے بھی اُس کے اندر گم ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ بلیک ہولز کا یہ تصور سائنس کے میدان میں فی الحال ایک نظریہ ہے اور اس کی ابھی پوری تصدیق اور تائید ہو نہیں سکی۔ اس کی اصل حقیقت کب کھلے گی، یہ ہم نہیں کہہ سکتے۔ تاہم کا یہ نظریہ کائنات کے بارے میں قرآنی حقائق کی تائید کرتا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو ایک خاص وقت میں پیدا کیا، اور ایک وقت آئے گا جب اس پر فنا آ جائے گی۔ کائنات کے بارے میں عام مادہ پرستانہ سوچ یہ تھی کہ یہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ چلتی رہے گی۔ لیکن بلیک ہولز کا سائنسی نظریہ اِس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ کائنات ہمیشہ سے نہیں ہے اور ہمیشہ نہیں رہے گی بلکہ اس کے لیے فنا بھی ہے۔ البتہ سائنس دان یہاں آ کر ڈنڈی مار جاتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ کائنات اور اس کا یہ سارا نظام خود بخود چل رہا ہے۔ اس کے پیچھے کسی واحد ہستی کا ارادہ و اختیار کارفرما نہیں ہے، بلکہ یہ سب کچھ قانون فطرت کے تحت ہو رہا ہے۔ یوں وہ اللہ کا انکار کر دیتے ہیں تاہم وہ یہ ماننے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ ہاں جو آسمانی کتابیں کہتی رہی ہیں وہ صحیح ہے، کہ ایک وقت میں کائنات کا آغاز ہوا اور ایک وقت میں اس کا اختتام ہو جائے گا۔ کائنات ہمیشہ سے نہیں ہے اور نہ ہمیشہ رہے گی۔ بہرکیف مواقع النجوم سے مراد کچھ بھی ہو، قرآن جس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے وہ دراصل بہت بڑا واقعہ ہے۔ چنانچہ آگے فرمایا:

﴿وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ (۷۶)﴾

”اور اگر تم سمجھو تو یہ بڑی قسم ہے۔“

جس حقیقت پر قسم کھائی گئی وہ کیا ہے؟

﴿اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ (۷۷) فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ (۷۸)﴾

''کہ یہ بڑے رتبے کا قرآن ہے (جو) کتاب محفوظ میں (لکھا ہوا) ہے۔''

یعنی تمہارے یہ خیالات کہ (معاذ اللہ) یہ قرآن کوئی شاعری ہے، کسی کاہن کا کلام ہے یا محمد ﷺ نے اپنے پاس سے گھڑ لیا ہے یا کوئی یہودی عالم ہے جو محمد (رسول اللہ ﷺ) کو یہ ساری باتیں بتاتا ہے اور حضور ﷺ اسے قرآن کے طور پر پیش کر دیتے ہیں، یہ ساری باتیں سراسر غلط ہیں۔ یہ تمام تصورات یکسر باطل ہیں۔ قرآن بڑے رتبے والی کتاب ہے۔ یہ کتاب مکنون ہے۔ ''مکنون'' کے لفظ سے یہ بتا دیا گیا کہ اس کی حفاظت کا خاص سامان کیا گیا ہے۔ اسی سورۃ میں ﴿اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ ۝﴾ کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ لولوء (موتی) کی صفت مکنون اس لئے بیان کی گئی ہے کہ سمندر میں جو بہت قیمتی موتی ہوتے ہیں وہ سیپ کے اندر بند ہوتے ہیں۔ ان کی حفاظت کا پورا سامان کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اس کتاب کی حفاظت کا بھی غیر معمولی سامان اور اہتمام کیا گیا ہے۔

﴿لَّا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ (٧٩)﴾

''اس کو وہی ہاتھ لگاتے ہیں جو پاک ہیں۔''

''مطھرون'' سے مراد بعض مفسرین کے نزدیک فرشتے ہیں۔ چنانچہ تفسیر عثمانی میں اس آیت کا ترجمہ ہے: ''اس کو وہی چھوتے ہیں جو پاک بنائے گئے ہیں'' یعنی صرف فرشتے ہی اس کو چھو سکتے ہیں، جو صاف دل اور پاک اخلاق رکھتے ہیں۔ جب یہ قرآن لوح محفوظ سے نازل ہوتا تھا، اُس وقت مطہرین پاک فرشتوں کے سوا کوئی اِس کے قریب پھٹک بھی نہیں سکتا تھا۔ اسی میں ایک مفہوم یہ نکالا گیا کہ وہ لوگ جو صاف دل اور پاک اخلاق رکھتے ہیں وہی اس قرآن کے علوم و حقائق تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ ایک تو قرآن کو ظاہری طور پر چھونا ہے اور ایک اس کلام الٰہی کی ہدایت، معارف، حکمت اور معرفت کے جواہر اور خزانوں تک رسائی ہے۔ یہ رسائی انہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو انتہائی پاکباز، نیک دل اور پاکیزہ صفات کے مالک ہوں۔ ایسے لوگوں کے سوا اس قرآن کی حقیقت تک اور کوئی رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔ اسی سے پھر یہ فقہی مسئلہ بھی نکالا گیا، کہ اس قرآن کو وہی لوگ چھوئیں جو پاک صاف ہوں۔ جتنا عظمت والا یہ کلام ہے، جتنی بابرکت یہ کتاب ہے، اس کا تقاضا ہے کہ اس کو چھونے والا بھی پاک صاف ہو۔ قرآن مجید کے مصحف کو باوضو ہو کر ہاتھ لگایا جائے، بغیر وضو کے اُسے نہ چھوا جائے اور نہ تلاوت کی جائے۔ ہاں اگر کوئی شخص زبانی تلاوت کر رہا ہو تو اُس کے لئے باوضو ہونا شرط نہیں ہے۔

﴿تَنْزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعٰلَمِينَ (٨٠) أَفَبِهٰذَا الْحَدِيثِ أَنتُم مُّدْهِنُونَ (٨١)﴾

''پروردگار عالم کی طرف سے اُتارا گیا ہے، کیا تم اس کلام سے انکار کرتے ہو۔''

یہاں قرآن کی عظمت کی طرف اشارہ ہے کہ جس قرآن عظیم کا ذکر ہو رہا ہے وہ رب العالمین کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ یہ اُس ہستی کا کلام ہے، جو پوری کائنات کی خالق و مالک ہے۔ اس کائنات میں یہ انسان بھی ہے، یہ زمین بھی ہے، یہ ستارے اور کہکشائیں بھی ہیں، اور مواقع النجوم بھی ہیں۔ حیرت ہے کہ قرآن جیسے عظیم کلام کے معاملے میں (جو اللہ کی صفت رحمانیت کا مظہر اور انسان کے لئے اللہ کی سب سے بڑی نعمت اور سب سے بڑا تحفہ ہے۔) تم غفلت کا مظاہرہ کرتے اور کاہلی، بے توجہی اور بے اعتنائی کی روش اپناتے ہو۔ یہ کتنی محرومی کی بات ہے کہ تمہارے پاس نہ تو اس کتاب کو پڑھنے کے لئے وقت ہے، نہ اس کو سمجھنے کا کوئی جذبہ اور نہ اس پر عمل کرنے کا کوئی ارادہ ہے۔ یہ کوئی عام کتاب نہیں، یہ تو خالق کائنات کی طرف سے نازل کردہ کتاب ہدایت ہے۔ اِس کی پیروی ہی میں تمہاری نجات ہے۔ اگر تم قرآنی ہدایت کی پیروی کرو گے تو یہ قرآن آخرت میں تمہارے حق میں سفارش کرے گا، ورنہ یہ تمہاری شکایت کرے گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہ قرآن یا تو تمہارے حق میں دلیل بنے گا (اور تمہارے حق میں سفارش کرے گا، اگر تم نے اس نعمت کی قدر دانی کی)، یا پھر تمہارے خلاف دلیل بنے گا (اگر تم نے دنیا میں اتنی بڑی نعمت کی ناقدری کی)۔

﴿وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ (٨٢)﴾

''اور اپنا وظیفہ یہ بناتے ہو کہ (اسے) جھٹلاتے ہو۔''

اس نعمت کے ساتھ تمہارا سلوک یہ ہے کہ تم اس کی تکذیب کرتے ہو۔ تم نے اپنا نصیب، اپنا مقدر یہ ٹھہرایا ہے کہ اس قرآن کے جھٹلانے پر تلے ہوئے ہو۔ جب قرآن نازل ہو رہا تھا، اُس وقت تو اس کی خاص طور پر تکذیب کرنے والے مشرکین عرب تھے۔ انہیں جب قرآن پڑھ کر سنایا جاتا تو اُن کا دل گواہی دیتا تھا کہ ہاں یہ قرآن حق ہے۔ کبھی کبھی زبان سے بھی وہ بے اختیار بول اٹھتے تھے جیسا کہ ایک مشرک سردار ولید بن مغیرہ نے قرآن سن کر کہا تھا کہ ﴿مَا هٰذَا قَوْلُ الْبَشَرِ﴾ یہ انسانی کلام نہیں ہے، لیکن وہ عصبیت جاہلیہ کی بنا پر اِسے ماننے کو تیار نہ تھے۔ مسئلہ یہ تھا کہ آباء و اجداد کے دین کو کیسے چھوڑ دیں۔ ابوجہل کہتا تھا کہ محمد بن عبداللہ بنی ہاشم کے قبیلے سے ہیں جبکہ ہماری بنو ہاشم سے ایک مسلسل کشمکش چلی آتی ہے، ہم انہیں رسول کیسے مان لیں۔ اس نے صاف کہا تھا کہ اگر ہم ان کی رسالت کو مان لیں تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ ہم نے بنی ہاشم کی برتری تسلیم کر لی۔ گویا انہیں محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا بنو ہاشم کی برتری ماننے کے مترادف دکھائی دیتا تھا، اور یہ چیز انہیں کسی طور گوارا نہیں تھی۔ لہٰذا وہ آپؐ کو جھٹلانے پر تلے ہوئے تھے۔ اِس کے باوجود کہ دل آپؐ کی رسالت اور قرآن کی حقانیت کی گواہی دے رہا تھا۔

یہ نہ سمجھئے، یہ تکذیب صرف کفار کا معاملہ تھا، ہم قرآن کو نہیں جھٹلاتے ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو آج کے مسلمان بھی قرآن کی تکذیب کرتے ہیں۔ اگرچہ ہم قرآن کو اللہ کا کلام مانتے ہیں، لیکن ہمارا عمل ہمارے قول کے برعکس ہے۔ زبان سے تو ہم یہ تصدیق کرتے ہیں کہ یہ کلام الٰہی ہے، لیکن ہمارا عمل یہ واضح کرتا ہے کہ ہم نے اسے کتاب ہدایت نہیں سمجھا۔ ہم نے اِسے زندگی کے ہر معاملے میں ہدایت اور ایمان و یقین کا منبع اور سرچشمہ نہ مانا اور نہ حکمت و معرفت کا ایک عظیم خزانہ تسلیم کیا ہے۔ یہ کتنی محرومی کی بات ہے کہ ہمارے پاس اس کتاب ہدایت کو پڑھنے کے لیے وقت نہیں ہے۔ ہمارے پاس دنیا بھر کے کاموں کے لئے وقت ہے۔ دنیا کی دوڑ میں آگے نکلنے کے لئے ہم دن رات ایک کر دیتے ہیں، مگر قرآن پڑھنے، اُسے سمجھنے اور اُس کے حقوق ادا کرنے کو ہم تیار نہیں۔ اس کام کو ہم کوئی اہمیت نہیں دیتے، حالانکہ یہی تو سب سے اہم کام ہے۔ قرآن کے تعلق سے ہماری یہ روش اور طرزِ عمل قرآن کی عملی تکذیب ہے۔ اسی حوالے سے علامہ اقبال نے مسلمانوں سے شکایت کی تھی۔

بآیاتش ترا کارے جزیں نیست
کہ از یٰسین او آساں بمیری

(اے مسلمان تجھے اس قرآن سے کوئی سروکار نہیں رہ گیا۔ سوائے اس کے کہ مرتے ہوئے شخص کو قرآن کھول

کر سورۂ یٰسین سنادی جائے، تاکہ آسانی سے اس کی جان نکل جائے۔)

واقعتاً ہم نے قرآن کو نسخۂ موت بنادیا ہے۔ ہمارا طرزِ عمل یہ بتاتا ہے کہ گویا قرآن صرف مرنے والوں کے لئے نازل ہوا ہے۔ یہ زندوں کے لئے رہنمائی نہیں ہے۔

﴿ فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ (۸۳) وَاَنْتُمْ حِیْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ (۸۴) وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ (۸۵) فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَیْرَ مَدِیْنِیْنَ (۸۶) تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (۸۷)﴾

"بھلا جب (روح) گلے میں آپہنچتی ہے، اور تم اس وقت (کی حالت کو) دیکھا کرتے ہو، اور ہم اس (مرنے والے) سے تم سے بھی زیادہ نزدیک ہوتے ہیں لیکن تم کو نظر نہیں آتے۔ پس اگر تم کسی کے بس میں نہیں ہو، تو اگر سچے ہو تو روح کو پھیر کیوں نہیں لیتے۔"

اب یہاں پر آکر بات کھول دی گئی کہ یہ خطاب کن لوگوں سے ہے۔ اگر تم آخرت کے انکاری ہو، یہ سمجھتے ہو کہ ہم خود مختار ہیں، کوئی ہمارا رب نہیں، ہم کسی کے محکوم اور تابع نہیں ہیں۔ یہ دنیا اپنے آپ چل رہی ہے۔ علت ومعلول کی ایک زنجیر ہے جس کے تحت سارے معاملات خود بخود چل رہے ہیں۔ اگر تمہاری سوچ یہی ہے تو پھر جب تمہارا کوئی عزیز، تمہارا کوئی انتہائی محبوب تم سے بچھڑ رہا ہوتا ہے، اُس کی روح نکل رہی ہوتی ہے تو اُس وقت تم اُس کو واپس کیوں نہیں لے آتے۔ اس وقت تمہارے مقابلے میں ہم اس کے زیادہ قریب ہوتے ہیں، چاہے تم اس کے سرہانے کھڑے ہو۔ اُس وقت تو تم اپنے عزیز کے سرہانے کھڑے ہو کر بے بسی کے عالم میں ہاتھ مل رہے ہوتے ہو۔ معلوم ہوا کہ تمہارا کوئی اختیار نہیں ہے، تم پورے طور پر اللہ کے نظام میں جکڑے ہوئے ہو۔ البتہ اس بات کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہو۔ اگر تمہارے پاس کوئی اختیار ہوتا، تو تم یقیناً مرنے والے کی روح کو جدا نہ ہونے دیتے اور جدائی کا غم کبھی نہ سہتے۔

﴿ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ (۸۸) فَرَوْحٌ وَّرَیْحَانٌ ۙ وَّجَنَّتُ نَعِیْمٍ (۸۹)﴾

"پھر اگر وہ (اللہ کے) مقربوں میں سے ہے، تو (اس کے لئے) راحت اور عمدہ رزق اور نعمت بھری جنت ہے۔"

اس سے پہلے اصحاب جنت کا ذکر آیا اور ان کے دو درجات بیان ہوئے: سابقون الاولون مقربین اور اصحاب الیمین۔ اسی طرح اہل جہنم کا بھی ذکر آیا۔ اب مرنے والے کا انجام انہی تین گروہوں میں سے ہوگا۔ یا تو مرنے والا مقربین میں سے ہوگا، صاحب ایمان ہوگا، اللہ کے راستے میں قربانیاں دینے والا، باطل سے پنجہ آزمائی کرنے والا، راہ حق میں استقامت کا مظاہرہ کرنے والا اور مشکل وقت میں بھی اللہ اور رسول کا ساتھ دینے والا ہوگا۔ ایسے شخص کو آخرت میں بہت اعلیٰ درجہ ملے گا۔ اُس کے لئے وہاں ہر طرح کی راحتیں عمدہ رزق اور نعمت بھری جنت ہوگی۔ اُس کو وہ سٹیٹس اور وہ نعمتیں حاصل ہوں گی جن کو ہم اپنے تخیل میں بھی نہیں لاسکتے۔

﴿ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ (۹۰) فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ (۹۱)﴾

"اور اگر وہ دائیں ہاتھ والوں میں سے ہے، تو (کہا جائے گا کہ) سلام ہے تجھے، تو داہنے ہاتھ والوں میں سے ہے۔"

دوسری صورت یہ ہے کہ مرنے والا اصحاب الیمین میں سے ہو جسے روز قیامت اُس کا نامۂ اعمال اُس کے داہنے ہاتھ میں تھمایا جائے۔ تو ایسے شخص کو کہا جائے گا کہ سلام ہے تجھ پر، تجھے یہ اعزاز مبارک ہو، اب تیرے لئے سلامتی ہی سلامتی ہے۔ اب تو بھی جنت میں پہنچے گا۔ سورۃ الرحمٰن میں مقربین کی ایک الگ جنت اور اس کے نیچے ایک اور جنت کا ذکر ہے۔ یہ جنت اصحاب الیمین کے لئے ہے۔ ان لوگوں نے بھی دینی تقاضے پورے کیے اور اپنے رب کے ساتھ وفاداری کی لہٰذا انہیں جنت ملے گی اور نار جہنم سے محفوظ رہیں گے۔

﴿ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِیْنَ الضَّآلِّیْنَ (۹۲) فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِیْمٍ (۹۳) وَّتَصْلِیَةُ جَحِیْمٍ (۹۴)﴾

"اور اگر وہ جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہے، تو (اس کے لئے) کھولتے ہوئے پانی کی ضیافت ہے، اور جہنم میں داخل کیا جانا۔"

مذکورہ دو طبقات کے لئے علاوہ تیسرا طبقہ اُن لوگوں کا ہے، جنہوں نے نعمت ہدایت کو اختیار کرنے کی بجائے شیطان کا راستہ اختیار کیا، قرآن کو جھٹلاتے رہے۔ زبان سے یا عمل سے قرآن کی تکذیب کرتے رہے، اور گمراہی میں پڑے رہے۔ اگر مرنے والا اس گروہ میں سے ہوگا، تو ایسے لوگوں کا انجام یہ ہوگا کہ ابتدائی مہمان نوازی کے طور پر انہیں کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا، جس کے بارے میں حدیث میں ہے کہ وہ آنتوں کو کاٹ کے رکھ دے گا۔ اور انہیں نار جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔

﴿اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْیَقِیْنِ (۹۵)﴾

"یہ (داخل کیا جانا یقیناً صحیح یعنی) حق الیقین ہے۔"

اس میں کوئی شبہ نہیں ہے قرآن جو حقائق بیان کرتا ہے وہ قطعی حق ہیں۔ اس لئے کہ ان حقائق کو بیان کرنے والا اللہ ہے، جو ہر چیز کا خالق و مالک اور جاننے والا ہے۔ ہر چیز پر اُسی کا کنٹرول ہے۔ لہٰذا سب سے زیادہ حق بات اللہ ہی کی ہوسکتی ہے۔ اللہ سے بڑھ کر کسی کی بات سچی نہیں ہوسکتی۔ ہم بعض اوقات اپنی طرف سے کوئی سچ بیان کر رہے ہوتے ہیں۔ مثلاً ہم نے کوئی واقعہ دیکھا اور اس کو ہم اپنی طرف سے بیان کریں، تو چونکہ ہم نے اسے ایک زاویہ سے دیکھا ہوتا ہے، دوسرے بہت سے پہلوؤں سے ہم واقف نہیں ہوتے۔ لہٰذا واقعہ بیان کرتے ہوئے بہت سے حقائق ہم سے بیان ہونے سے رہ جاتے ہیں۔ کسی شے کو ہر زاویہ سے جاننے والی ہستی صرف اللہ کی ہستی ہے۔ لہٰذا اللہ کی طرف سے جو بات آئے گی وہ سب سے بڑھ کر حق اور سچ ہوگی۔

﴿ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِیْمِ (۹۶)﴾

"تو تم اپنے پروردگار بزرگ کے نام کی تسبیح کرتے رہو۔"

پس اللہ کی تسبیح کیجئے جو سب سے زیادہ عظمت والا ہے۔ اللہ اکبر بھی ہے، العظیم اور الاعلیٰ بھی ہے۔ **لیس کمثلہ شیء** اس کی مثل بھی کوئی شے نہیں ہے۔ اُس کی مثال اس لیے نہیں دی جاسکتی کہ وہ واحد ذات ہے جو خود اپنے بل پر قائم ہے اور وہ سب کا خالق ہے اور باقی سب مخلوق ہیں۔ اُس کے ساتھ کسی اور ہستی کا کوئی تقابل نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت عقبہ بن عامر جہنی سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اس کو تم لوگ اپنے رکوع میں رکھ دو۔ یعنی رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہا کرو اور جب آیت "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی" نازل ہوئی تو آپؐ نے فرمایا اسے اپنے سجدے میں رکھو یعنی سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہا کرو۔ (مسند احمد، ابوداؤد)

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن عظیم کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے صالح بندوں میں شامل کرے۔ آمین [مرتب: محبوب الحق عاجز]

☆☆☆

دین گاہ اور لنڈے کا گلا سڑا نظام!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

پنجاب کا ایک شہر ہے ڈِنگہ، جس کا مطلب ہے ٹیڑھا۔ ڈِنگہ لکھیں یا ڈنگا صوتی اثر ایک ہی ہوگا۔ یعنی ٹیڑھا ہی رہے گا۔ وجہ تسمیہ؟ پتہ یہ چلا کہ شہر کا اصل نام تھا 'دین گاہ' لیکن انگریز کی آمد پر یہ انگریزی زبان میں ڈنگہ لکھا جانے اور گورے کی زبان، لب و لہجے میں پکارا جانے کی وجہ سے ڈنگہ ہو گیا! اور اب تو وہ پاکستان جو 'دین گاہ' تھا، (سیکولرسٹوں کے چڑنے کے علی الرغم) پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ! والا، اسلام کی تجربہ گاہ (بقول قائد) والا دین گاہ بھی ڈنگہ ہو گیا ہے۔ اس کا مزید ثبوت کیا درکار ہوگا کہ جس کے الیکشن میں 'مسلم' لیگیں، جماعت اسلامی، جمعیت علمائے اسلام جیسی جماعتیں (اسلام کے سابقوں لاحقوں والی) ہوں اور وہاں مذہب کے نام پر ووٹ مانگنا قابلِ دست اندازیٔ پولیس جرم ٹھہرا۔ جیل ہوگی جرمانہ ہوگا! امیدوار، انتخابی عملے کا نماز پڑھنا بھی کل کلاں اس فہرست میں شامل نہ ہو جائے۔ 'مذہب' سے کیا مراد ہے؟ اسلام تو یوں بھی دین ہے مذہب نہیں۔ اسی لئے تو 'ذوقِ کثیف' بارے سوالات نے بدذوق طبقے کی طبیعت مکدر کر رکھی ہے۔ ابتدائی جو 63،62 پر سوالات داغے گئے وہ صرف فیلر چھوڑنے، اسلام کے لئے ایک ضد پیدا کرنے اور الیکٹرانک، پرنٹ میڈیا پر ٹاک شوز اور کالمز کے ذریعے ایک طوفان کھڑا کرنے کے لئے تھے۔ اس سے قوم کے دانشور طبقے کا ایک ایکسرے بھی سامنے آ گیا۔ قوم کی نمائندگی کے طلبگاروں کی سچائی، اخلاص اور دیانت بھی کھل گئی۔ جو مسلمان ہونے (کی دعویداری) پر بھی اپنے مالک سے عہد (کلمہ) کا پابند نہ ہو، اس کے بنیادی تقاضوں پر بھی پورا نہ اترتا ہو وہ اور کس عہد/حلف کی پاسداری کرے گا! ایک طرف آئین کے تقدس کا ڈھنڈورا دوسری طرف اس کی شقوں کا تمسخر تحریر و تقریر میں اڑایا جاتا رہا۔ اسے 'جمہوریت'، 'آزادی' اور 'بنیادی حقوق' کا گلا گھونٹنے کے مترادف قرار دیا! (بھلے اسلام کا گلا، لال مسجد کی طرح گھونٹ دیا جائے!) انداز یہ رہا گویا نمازی، پاکباز اور صادق و امین، پرہیزگار ہونا طعنہ ہے یا جرم۔ خطاکار بستی والوں کی زبان میں: 'نکالو انہیں اپنی بستیوں سے بڑے پاکباز بنتے ہیں یہ' والا لب و لہجہ۔ الیکشن کی آڑ میں اسلام اور کفر کے مابین فرق مٹانے کی ایک مہم جاری ہے۔ اچھے خاصے کل تک نظری پاکستان کے چیمپئن آج سیکولرازم کو معتبر بنانے کی دلیلیں گھڑ رہے ہیں۔ اسلام کا کلمہ لا الٰہ الا اللہ۔۔۔ آپ کو تمام طرز ہائے زندگی، نقطہ ہائے نظر، فلسفوں دلیلوں پر 'لا' کا خطِ تنسیخ پھیر کر انفرادی و اجتماعی زندگی کے تمام دھاروں کو اللہ کے عطا کردہ دین (مذہب نہیں۔ جس کا تذکرہ جرم قرار دیا گیا ہے) کے تابع کرتا ہے۔ جبکہ سیکولرازم کا کلمہ یہ کہتا ہے کہ دنیا اور اس کے معاملات سے اللہ اور مذہب کا کوئی تعلق نہیں۔ سیکولرازم کی بنیاد پر نظامِ زندگی میں معاشرت، معیشت، کاروبارِ زندگی کی تمام جہتیں، قانون، پارلیمنٹ، سیاست، بین الاقوامی معاملات سب اللہ اور مذہب سے لاتعلق اور بے نیاز رکھ کر چلائے جائیں گے جبکہ صرف ذاتی زندگی کی نماز پر اسلام تو راضی نہیں۔ منافقین کا احوال قرآن جابجا کھول کھول کر بیان کرتا ہے۔ پانچ وقت مسجد نبوی میں نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے والے، بظاہر زکوٰۃ ادا کرنے، جہاد تک میں شرکت کرنے والے سردارِ منافقین عبداللہ بن ابی پر اللہ کے غضب کے اعلان سے کون واقف نہیں! خلط مبحث نہ کیجئے۔ رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی؟ جنت تو جائے گی۔ دنیا میں بھی مکافاتِ عمل ممکن ہے اور آخرت ابھی باقی ہے۔ نہ گھگھیا گھگھیا کر لاعلم گوروں کا اندھا اتباع کیجئے۔ جن کا مبلغِ علم صرف حال کے 80، 90 سال تک محدود و موقوف ہے۔ یہ علم غیب ہے جو انسان کو حیوانیت (حرص و ہوس کی بندگی) کی سطح سے اٹھا کر اشرف المخلوقات، مسجودِ ملائک کی سطح پر لے جاتا ہے۔ دنیا کا سب سے مقتدر متکبر سیکولر بادشاہ فرعون زندگی کی دہلیز پار کرتے ہی، مہلت ختم ہوتے ہی، ساری سیکولرازم، حق دشمنی، استہزا، تمسخر، مذہب دشمنی لمحہ بھر میں بھول کر چلایا۔۔۔ 'میں ایمان لایا بنی اسرائیل کے رب پر، میں مسلموں میں سے ہوں!' (یونس) آپ اس لازوال، لاریب کتاب کے وارث ہیں جس نے صحرانشینوں کو تین براعظموں پر محیط سپر پاور کا حکمران بنایا تھا۔ دنیا کی لائبریریاں، علوم کھنگالنے والے اینٹی الرجی کی گولی کھا کر صدقِ دل سے صرف اس ایک کتاب (قرآن) اور اس کی شرح (سیرتِ رسول ﷺ، حدیث) کا مطالعہ فرمائیں۔ اپنے خورشید پر سائے نہ پھیلائیں۔ وگرنہ کل سوال کٹھن ہوں گے۔ گورا تو بے چارہ موت پر گم سم حواس باختہ ہے۔ آپ آگے کی پوری زندگی، نتائج و عواقب، منازل سے آگاہ کئے گئے ہیں۔ جس کا ایک منظر یہ بھی ہے۔ 'یہاں تک کہ جب سب آ جائیں گے تو (ان کا رب ان سے) پوچھے گا کہ تم نے میری آیات کو جھٹلا دیا حالانکہ تم نے ان کا علمی احاطہ نہ کیا تھا (قرآن کا)۔ اگر یہ نہیں تو تم کیا کر رہے تھے۔ اور ان کے ظلم کی وجہ سے عذاب کا وعدہ ان پر پورا ہو جائے گا۔ تب وہ کچھ بھی نہ بول سکیں گے'۔ (النمل: 85،84) کافر مابعد زندگی کی لاعلمی اور جہالت پر نہیں شرماتا۔ آپ دنیا کے کامل ترین، اکمل ترین علم (قرآن) پر شرماتے ہیں؟ وہ نکاح کی قید سے آزاد حیوانی زندگی گزارنے پر نہیں جھجکتا، آپ حیادار پاکیزہ زندگی گزارنے پر احساسِ کمتری محسوس کرتے ہیں؟ ان کی عورت بے لباسی کی بے باکی میں پُراعتماد ہے۔ ہماری عورت کو اس کی حیا، پاکیزگی اور عفت پر عار دلایا جائے گا؟ حالانکہ گھر میں آب گھر کے سوا کچھ اور نہیں! آبِ گھر کھونے میں کون سی ترقی مضمر ہے؟ واقعی اندھی تقلید عقل دشمن ہے۔

کر سکتے تھے جو اپنے زمانے کی امامت
وہ کہنہ دماغ اپنے زمانے کے ہیں پیرو

آپ کے ہاں پانچ وقت وضو، طہارت، پاکیزگی ہے، ان کے ہاں ایک ٹشو پیپر۔ ایمان، شریعت اور خلافت ابوبکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ جیسے بے مثل حاکم عطا کرتی ہے جو قوم کے خدمت گزار اور راتوں کو ان کی حفاظت کے لئے پہرا دیتے جاگتے ہیں۔ یہاں کافروں کا پس خوردہ لنڈے کا کرپٹ گلا سڑا نظام مسلط ہے۔ سیکولر، دین بیزار مشرفوں، زرداریوں کے شکنجے میں پھنسی قوم ان کو سیکورٹی فراہم کرتی بے حال ہوتی ہے۔ ابھی تو الیکشن مہم ہے اور لیڈر بلٹ پروف سکرینوں کے پیچھے

بلند وبالا سٹیجوں پر عوام کو دور سے سلام کرتے لینڈ کروزروں، ہیلی کاپٹروں میں فراٹے بھر رہے ہیں۔ پانی کی طرح پیسہ پینا فلیکس، کاغذوں، بورڈوں پر اشتہارات، تصاویر، بینرز پر بہایا جا رہا ہے، جلسے جلوسوں میں موٹر سائیکلوں، گاڑیوں کے پٹرول، سی این جی پر جھنڈوں پر اڑایا جا رہا ہے۔ یہ سارا پیسہ سمیٹ بچا کر چند دن غرباء کے لئے لنگر، ادویات، لباس ہی کا قصد کیا ہوتا۔ مگر نہ عوام کے آگے جوابدہی کی فکر نہ اللہ کے حضور حساب کتاب کا خوف! کیا صورتِ پرویز عبرت کی تصویر ہر ذی اقتدار یا طالبِ اقتدار کے لئے کافی نہیں؟

نشانِ راہ دکھاتے تھے جو ستاروں کو
ترس گئے ہیں کسی مردِ راہ داں کے لئے

☆☆☆☆☆☆

ضرورت رشتہ

☆ ضلع راجن پور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 34 سال، صوم وصلوٰۃ اور پردے کی پابند، امور خانہ داری میں ماہر کے لئے دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ پنجاب کے رہائشی کو ترجیح دی جائے گی۔ صرف والدین رابطہ کریں۔ برائے رابطہ: 0332-4332364

☆ بورے والا کی رہائشی آرائیں فیملی کو اپنی بیٹی، عمر ساڑھے انیس سال، قد "1 '5، تعلیم ایم ایس سی زوالوجی، ستر وحجاب اور صوم وصلوٰۃ کی پابند کے لئے دینی مزاج کا حامل ہم پلہ رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔ برائے رابطہ: 0333-6292342

☆ لاہور میں مقیم لودھی پنجابی فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 27 سال، قد "5'.2، ایم ایس سی اکنامکس، خوب سیرت وصورت کے لیے دینی مزاج کے حامل برسرروزگار (حلال) تعلیم کم ازکم بی ایس سی (ترجیحاً انجینئر) لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0321-9009390

☆ سعودی عرب میں مقیم کاروباری شخص، عمر 45 سال (شہریت پاکستانی) کو نکاح ثانی کے لیے کسی معزز گھرانے سے خوبصورت اور خوب سیرت خاتون کا رشتہ درکار ہے۔ خاتون کو سعودی عرب میں لے جانے کی تمام تر ذمہ داری ہماری ہوگی۔ جہیز وغیرہ، کسی بھی چیز کی کوئی ضرورت نہیں، بیوہ یا مطلقہ خاتون کے ذمہ دار بھی رابطہ کر سکتے ہیں۔ سنت کے مطابق سادگی سے نکاح کے خواہشمند رابطہ کریں۔ برائے رابطہ:

0303-9624622, 0333-4326318

حرفِ مدعا

خان بہادر
پنڈی گھیب

آزادی کا تھا ارمان ، قریہ قریہ ہندوستان
نکلے تھے اہلِ ایماں، لے کے رہیں گے پاکستان
سب کا رہبر رہنما ، لا اِلٰہ الا اللہ
پاکستان کا مطلب کیا؟ لا اِلٰہ الا اللہ

ایسا ملک بنائیں گے، جس میں شریعت لائیں گے
ظلم وستم مٹ جائیں گے، دکھیارے سکھ پائیں گے
اللہ سے پیمان ہوا ، لا اِلٰہ الا اللہ
پاکستان کا مطلب کیا؟ لا اِلٰہ الا اللہ

اس نعرے کی برکت تھی ، ملت یکجا وحدت تھی
برسی رَب کی رحمت تھی، جذبوں میں وہ قوت تھی
دَورِ غلامی بیت گیا ، لا اِلٰہ الا اللہ
پاکستان کا مطلب کیا؟ لا اِلٰہ الا اللہ

منزل تھی کتنی دشوار ، لگ گئے لاشوں کے انبار
قدم قدم پہ تختۂ دار، پھر بھی ہوا تھا بیڑا پار
ہار گیا طوفانِ بلا ، لا اِلٰہ الا اللہ
پاکستان کا مطلب کیا؟ لا اِلٰہ الا اللہ

روٹھا مالک مان گیا ، بندوں کے دُکھ جان گیا
جذبوں کو پہچان گیا، تھم خونی طوفان گیا
خالق نے احسان کیا ، لا اِلٰہ الا اللہ
پاکستان کا مطلب کیا؟ لا اِلٰہ الا اللہ

سود ہے، رشوت خوری ہے، ڈاکہ زنی ہے، چوری ہے
غنڈوں کی منہ زوری ہے، غیر کے ہاتھ میں ڈوری ہے
کچھ بھی نہیں احساسِ خطا ، لا اِلٰہ الا اللہ
پاکستان کا مطلب کیا؟ لا اِلٰہ الا اللہ

ہم اسلام کے پروانے ، دعوتِ حق کے دیوانے
راہِ وفا کے دیوانے، مایوسی سے بیگانے
سچائی کی باقی ادا ، لا اِلٰہ الا اللہ
پاکستان کا مطلب کیا؟ لا اِلٰہ الا اللہ

ہم پیمان نبھائیں گے ، حق کا علم لہرائیں گے
باطل سے ٹکرائیں گے، صبحِ تغیر لائیں گے
دَب نہ سکے گی حق کی صدا ، لا اِلٰہ الا اللہ
پاکستان کا مطلب کیا؟ لا اِلٰہ الا اللہ

پاک وطن ہے پاکستان ، لا اِلٰہ ہے جس کی شان
جو بدلے اس کی پہچان، وہ ہے بندۂ شیطان
اس پر کاری ضرب لگا ، لا اِلٰہ الا اللہ
پاکستان کا مطلب کیا؟ لا اِلٰہ الا اللہ

مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

اوریا مقبول جان

تقریباً سو سال قبل دنیا میں بسنے والے انسانوں کو چڑیا گھر کے پنجروں کی طرح قومی ریاستوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ 1920ء میں لیگ آف نیشنز میں پاسپورٹ کا ڈیزائن منظور ہوا اور 1936ء میں ویزا کے قوانین آئے۔ سرحدیں بھی وجود میں آگئیں تو دنیا کے وسائل پر قابض مافیا نے سود اور کاغذ کے نوٹوں سے چڑیا گھر کے ان پنجروں کے لیے، جنہیں وہ قومی ریاستیں کہتے تھے، تین چیزیں لازمی قرار دیں اور انہیں بزور نافذ کروایا۔ بزور اس لیے کہا جا رہا ہے کہ بنکاری نظام سے جنم لینے والے کاغذ کے نوٹوں سے انہوں نے پوری دنیا کے وسائل خریدے اور پھر اس سے اپنی فوجی قوت میں اضافہ کیا۔ اگر انہیں صرف تیل ہی سونے کے سکوں کے عوض خریدنا پڑ جاتا تو آج کے غریب امیر ہوتے اور امیر غریب۔ پورے افریقہ سے معدنیات، مشرق بعید سے ربڑ اور دیگر ممالک سے فصلیں ان کاغذ کے ٹکڑوں کے عوض خرید کر پوری ایک صدی تک صرف فوجی طاقت میں اضافہ کیا گیا۔ اس مافیا نے اسی فوجی طاقت اور مصنوعی دولت کے بل بوتے پر جو تین چیزیں دوسرے ممالک کے لیے لازمی کیں ان میں ایک آئین ہے کہ عالمی ایجنڈے پر مبنی قانون کی حکمرانی کے لیے ضروری ہے۔ دوسری لازمی چیز سنٹرل بینک کہ اس کے قیام کے بعد اگر کوئی سود اور بینکنگ سسٹم سے نجات کی کوشش کرے تو سب سے بڑی رکاوٹ یہی بنے اور تیسری چیز قومی قرضہ۔ اس قومی قرضے کی کہانی بھی عجیب ہے کہ امریکہ جیسا ترقی یافتہ ملک بھی 16 ٹریلین ڈالر کا مقروض ہے۔ ہر ملک اپنی آمدن سے زیادہ کا بجٹ بناتا ہے اور عام آدمی سے پوچھے بغیر اسے راتوں رات مقروض کر دیا جاتا ہے۔ یہ اس لیے کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی ملک سودی نظام سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہے تو پہلا سوال یہ اٹھے گا کہ بین الاقوامی قرضوں کا کیا ہوگا۔ تحریری آئین ایک ایسی دستاویز ہے جو اس سارے نظام کو تحفظ دیتا ہے اور ان تمام خرابیوں کا سرپرست بن جاتا ہے۔ اگر آپ کسی شخص سے، جو میڈیا، دانشوروں، وکیلوں، سیاستدانوں، جمہوریت کے علمبرداروں اور عمر بھر اینگلو سیکسن قانون کے وفادار رہنے والوں کی گفتگو سے سحرزدہ ہو، پوچھیں کہ کوئی ملک آئین کے بغیر چل سکتا ہے تو وہ ایک دم بول اُٹھے گا کہ نہیں۔ دراصل آئین کو قوموں کے لیے ایک مقدس دستاویز بنا دیا گیا ہے۔ کسی بھی ملک کے آئین کے بارے میں کوئی توہین آمیز حرکت کر کے دیکھیے، دنیا کے ہر ملک میں اس کی سزا موت ہے۔ اسے مقدس اس لیے بنایا جاتا ہے کہ جمہوریت کا فلسفہ اسی سے وجود میں آتا ہے یعنی دنیا میں حق حکمرانی عوام کو حاصل ہے، وہ جیسا آئین چاہیں مرتب کریں، اس کی حیثیت کسی مقدس کتاب سے بڑھ کر ہوگی۔ دنیا میں بسنے والے چھ ارب انسانوں کو کارپوریٹ میڈیا نے باور کرا دیا ہے کہ آئین کسی بھی ملک کی روح ہوتا ہے، اس کے بغیر وہ ملک ایک زندہ لاش ہے لیکن اس ہنستی بستی دنیا میں چار ممالک ایسے ہیں جن کا کوئی تحریری آئین نہیں اور یہ کوئی غریب اور پسماندہ ملک نہیں بلکہ دنیا کے چند بڑے ترقی یافتہ ممالک میں سے ہیں۔ یہ چار ممالک برطانیہ، کینیڈا، نیوزی لینڈ اور اسرائیل ہیں۔ ان چار میں سے اسرائیل وہ ملک ہے جو یہودی قومیت کی بنیاد پر وجود میں آیا۔ دنیا کے ہر ملک میں یہودی آباد ہیں لیکن کسی نے کبھی سوال نہیں کیا کہ یہودیوں کے لیے علیحدہ ملک کیوں؟ اس ملک کی پہلی آئین ساز اسمبلی جب وجود میں آئی تو وہاں یہ بحث چھڑی کہ ایک یہودی ریاست کا آئین کیا ہونا چاہیے۔ 2 اکتوبر 1948ء کو وجود میں آنے والی اس ریاست کی بنیاد چونکہ مذہب پر تھی اس لیے اس کی آئین ساز اسمبلی‘ جسے کینسٹ کہتے ہیں، کی اکثریت نے کہا کہ اسرائیل کا آئین مقدس کتاب تورات ہے۔ عالمی مافیا نے تحریری آئین کے لیے دباؤ ڈالا۔ اس دباؤ کے نتیجے میں ایک کمیشن قائم ہوا جسے آئین تحریر کرنا تھا لیکن 65 سال تک کوئی تحریری آئین وجود میں نہ آیا اور آج تک اسرائیل کا عملی طور پر آئین تورات کی مقدس کتاب ہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تورات کی عبرانی زبان جو دو ہزار سال سے مردہ ہو چکی تھی، آج اسے زندہ کر کے اسرائیل کی زبان بنا دیا گیا ہے۔ افریقہ، روس، جرمنی، فرانس اور امریکہ سے آئے ہوئے یہودی اپنی مادری زبانیں چھوڑ چھاڑ کر عبرانی اختیار کر چکے ہیں۔

دوسری جانب برطانیہ، کینیڈا اور نیوزی لینڈ نے قانون کے علم کی کتابوں کے اس ابتدائی کلیہ پر یقین پختہ کر لیا کہ ’’قانون لوگوں کے رسم و رواج سے جنم لیتا ہے۔‘‘ اس ایک فقرے کو انہوں نے اپنا آئین بنا لیا۔ رسم و رواج اور روایات وہ اصول ہیں جو دنیا کے بنائے ہوئے عالمی قوانین سے آپ کو آزاد کرتے ہیں۔ اس وقت دنیا میں جتنے بھی لکھے ہوئے آئین ہیں وہ نوے فیصد ایک دوسرے کی نقل ہیں۔ اس تحریری آئینی شعبدہ بازی پر پوری سائنس مرتب کی گئی ہے اور اس کے لیے بڑے بڑے جیورسٹ وجود میں آگئے ہیں۔ دنیا بھر کے آئین اٹھا کر دیکھ لیں، جب کسی عالمی فورم پر چند بڑے سیکولر ملکوں نے عورتوں، بچوں اور اقلیتوں کے لیے عہدنامے بنائے، ان تمام آئینوں میں فوراً تبدیلیاں کر دی گئیں۔ کوئی ملک ایسا نہیں جہاں اہل اقتدار اور پس پردہ طاقتور کارپوریٹ مافیا نے ترامیم سے آئین کا حلیہ نہ بگاڑا ہو۔ اس کے باوجود یہ مقدس ہے اور اس کی خلاف ورزی کرنے والا موت کی سزا کا حقدار۔ لیکن وہ ملک جو بے آئین ہیں‘ جہاں حکومت رسم و رواج اور روایات کی بنیاد پر چلتی ہے، ان کی حالت ان تمام ملکوں سے کہیں بہتر ہے جہاں ایک تحریری آئین ہوتا ہے۔

اقوام متحدہ نے گزشتہ سال معاشی ترقی اور جرم پر اپنی جو سروے رپورٹ شائع کی اس کے مطابق امریکہ میں' جو تحریری آئین رکھتا ہے 11.887 ملین جرائم ہوئے جو بے آئین ملک برطانیہ سے دوگنا اور دوسرے بے آئین ملک کینیڈا سے چار گنا زیادہ تھے۔ یہ ہے امن وامان کا عالم جو ریاست کی اوّلین ذمہ داری ہے۔ جہاں تک معاشی ترقی کا حال ہے، کینیڈا پندرہویں بڑی معیشت ہے جبکہ برطانیہ دنیا کی آٹھویں بڑی معاشی قوت۔ اسرائیل' جو عملی طور پر تورات کو آئین تصور کرتا ہے، دنیا بھر کی معیشتوں میں سترھویں نمبر پر ہے۔ یہ دنیا میں تحقیق کے شعبے میں سب سے پہلے نمبر پر ہے، امریکہ کے بعد نئی وجود میں آنے والی کمپنیوں کے حوالے سے دوسرے نمبر پر ہے، یہ ایک ریگستان پر قائم ملک ہے لیکن زراعت میں خود کفیل ہے اور دفاع پر اربوں ڈالر خرچ کرتا ہے۔ ان چاروں ملکوں میں کبھی نہ آئین توڑنے پر جھگڑا ہوا اور نہ آئین کی تشریح کرنے پر عدلیہ اور انتظامیہ میں دھینگا مشتی ہوئی۔ دنیا کا ہر آئین قوانین کا مجموعہ نہیں ہوتا بلکہ چند اصول بتاتا ہے جن کے مطابق قوانین مرتب کیے جاتے ہیں۔ یہی طریقہ کار قرآن حکیم کا ہے۔ یہ کسی بھی مسلمان ملک کا آئین ہے۔ اس کتاب کی روشنی میں قوانین مرتب ہونے چاہئیں۔ اس کی خلاف ورزی' اس پر عمل سے انحراف اور اس سے بغاوت قابل سزا جرم ہونا چاہیے۔ اس کی تشریح کے لیے ویسا ایک فورم ہونا چاہیے جیسے سپریم کورٹ ہے لیکن ہم وہ عجیب قوم ہیں جو آئین کو مقدس درجہ دیتے ہیں اور عدالتوں سے اس کی تشریح کرواتے ہیں۔ قرآن آئین میں صرف دو سطریں لکھ دینے سے ملک کا آئین نہیں بنے گا۔ صرف اور صرف قرآن ہی کو ملک کا آئین ماننے سے یہ آئین بنے گا۔ یہ ایسا کون کہے گا اور کون کرے گا؟ توبہ توبہ! قرآن کو آئین کا درجہ دے دیا تو پھر اس کی خلاف ورزی کی سزا موت ہوگی۔ دنیا کیا کہے گی...... متعصب، جاہل، فرسودہ، دقیانوس...... ہم دنیا میں یہ کہلوانا نہیں چاہتے البتہ ہمیں آخرت میں رسوائی کا ڈر نہیں۔

(بشکریہ روزنامہ ''دنیا'')

☆☆☆

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

داعی الی اللہ کے چند اوصاف

فرید اللہ مروت

دین کی تبلیغ امت مسلمہ کا ایک اہم اجتماعی فریضہ ہے، جسے سرانجام دینے کے لیے اسلامی معاشرے کے ہر فرد کو داعی بن کر ہر وقت مستعد رہنا چاہیے۔ اس کام کی اہمیت کے پیش نظر قرآن وحدیث اور اہل علم حضرات نے داعی الی اللہ کے اوصاف جامع انداز میں بیان کئے ہیں۔ دعوت دین چونکہ بنیادی طور پر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا کام ہے اس لئے امت مسلمہ کے ہر داعی کے اندر بھی ان برگزیدہ ہستیوں کے اوصاف وعادات زیادہ سے زیادہ ہونے چاہئیں۔ یہاں پر مختصراً داعی کی چند صفات کا تذکرہ کرتے ہیں:

اخلاص

دین کے داعی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنا ہر عمل اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کردے۔ دعوت وتبلیغ کا کام صرف اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے لئے کرے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ﴾ (یوسف:108)

(اے محمدؐ کہہ دیجئے) کہ یہ میرا راستہ ہے، میں تو اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں۔''

اخلاص نیت تمام اوصاف کی سردار ہے۔ اگر اخلاص نہ ہو تو کوئی بھی عمل اللہ کے ہاں قبول نہیں۔

اصلاح نفس

داعی عبادات کے ذریعے اپنے نفس کی اصلاح کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی مذمت کی ہے، جو لوگوں کی اصلاح کے لئے تو سرگرم رہتے ہیں، لیکن خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (۴۴)﴾ (البقرہ)

''کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو، حالانکہ تم کتاب کی تلاوت کرتے ہو۔ کیا تم عقل نہیں رکھتے؟''

علم

داعی کے لئے پختگی علم بہت ضروری ہے۔ اگر داعی لوگوں کو دعوت دے رہا ہے اور اس کے پاس مطلوبہ معلومات نہ ہوں تو اس کی دعوت نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوسکتی۔ داعی کے لئے علم کا ہونا ازبس ضروری ہے۔ جہالت کی بنیاد پر قطعاً دعوت کا کام نہیں کرنا چاہیے۔ ہر وہ بات کہنے سے پرہیز کرنا چاہیے جس کا علم نہ ہو۔

نرمی وبردباری

داعی کو نرم، بردبار، بلند حوصلہ، حلیم الطبع ہونا چاہیے۔ اُسے کسی معاملے میں جلد بازی، سخت گیری اور بخل نہیں دکھانا چاہیے، بلکہ نرمی، دانشمندی اور فراخ دلی کا ثبوت دینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیے:

﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ ۭ﴾ (النحل:125)

''اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت ودانائی اور عمدہ نصیحت (موعظہ حسنہ) کے ساتھ بلاؤ اور ان (دشمنانِ دین) سے بہت ہی اچھے طریقے سے مباحثہ کرو۔''

حکمت سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کو دین حق کی طرف بے ہنگم طریقے سے نہ بلایا جائے بلکہ اس کے لئے ایسا طریقہ اپنایا جائے جو انتہائی دانائی پر مبنی ہو۔ داعی کا لب ولہجہ انتہائی نرم اور مشفقانہ ہو۔ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو فرعون کی طرف تبلیغ کے لئے بھیجتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا:

﴿فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى (۴۴)﴾ (طٰہٰ)

''تم دونوں اس (فرعون) سے نرم لہجہ میں بات کرنا شاید کہ وہ نصیحت پکڑے یا ڈر جائے۔''

اگر آپ نرم مزاجی وخوش خلقی سے لوگوں کو دعوت دیں گے تو آپ کی بات لوگوں پر اثرانداز ہوگی۔ ہر سننے والا آپ سے مانوس ہوگا۔ اس کے برعکس سخت گیری وترش کلامی نفرت کا باعث بنتی ہے اور کوئی آپ کی بات نہیں سنے گا۔

عمل

داعی کے اوصاف حمیدہ میں عمل صالح کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ ہر داعی کا فرض ہے کہ جس چیز کی وہ لوگوں کو دعوت دیتا ہے، پہلے خود اس پر عمل کرے۔ اپنی ذات کو لوگوں کے سامنے ایک عملی نمونہ کے طور پر پیش کرے۔ ایسا نہ ہو کہ لوگوں کو ایک چیز کی دعوت دے اور خود اس پر عمل پیرا نہ ہو۔ کسی بُرے کام سے دوسروں کو تو روک رہا ہو لیکن خود اسی کام میں مبتلا ہو۔ کامیاب داعی وہ ہے جو دوسروں کو حق کی طرف دعوت دے اور خود بھی اس پر عمل پیرا ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (۲)
كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (۳)﴾

''مومنو! تم ایسی باتیں کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ اللہ اس بات پر سخت بے زار ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔'' (الصف:3,2)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ایک شخص کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ اس کے پیٹ کی انتڑیاں باہر نکل پڑیں گی اور وہ ان میں اس طرح گھومے گا جس طرح گدھا گھومتا ہے۔ جہنمی اس کے پاس جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے اے فلاں تجھے کیا ہوا؟ کیا تو دنیا میں نیکی کا حکم نہیں دیتا اور برائی سے نہیں روکا کرتا تھا۔ تو وہ کہے گا، بالکل میں نیکی کا حکم دیا کرتا تھا، لیکن خود اس پر عمل نہ کرتا، تمہیں برائی سے روکتا لیکن خود اسی برائی کا ارتکاب کرتا۔'' (بخاری) یہ حال اس شخص کا ہوگا جس کے قول وفعل میں تضاد ہوگا۔ داعی کو چاہئے کہ دعوت کے مطابق خود عملی نمونہ پیش کرے۔ پاکیزہ اخلاق اور اخلاص کا پیکر ہو۔

صبر

داعی کے اوصاف میں ایک بہترین وصف صبر ہے۔ صبر کے معنی ہیں مضبوطی دکھانا، گھبراہٹ اور پریشانی کا اظہار نہ کرنا بلکہ سکون واطمینان سے انتظار کرنا۔ امام زھری فرماتے ہیں کہ صبر کے معنی ہیں نفس کو اظہار غم سے روکنا۔ دعوت کے کام میں کئی طرح کی تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اپنی جان، مال اور عزت کے معاملے میں انواع واقسام کی مشکلات میں مبتلا ہونا پڑتا ہے۔ دعوت کے کام میں صبر سے مسلح ہونے کی اشد ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (۴۶)﴾

(الانفال)

''اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو اور اس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ تم کمزور ہو جاؤ گے اور تمہارا رعب ختم ہو جائے گا اور صبر کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

دعوت کے کام میں کبھی مایوسی کا شکار نہیں ہونا چاہیے اور ہمیشہ صبر وتحمل سے کام لینا چاہیے۔ مصیبت اور پریشانی ظاہری طور پر کسی شخص کے اعمال کی سزا ہو سکتی ہے یا آزمائش، لیکن اس کو ہر حال میں صبر کرنا چاہیے اور اپنے آپ کو قابو میں رکھنا چاہیے۔ اسے صبر پر اجر ملے گا اور یہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔

حسن اخلاق

داعی کے بنیادی اوصاف میں ایک وصف اخلاق حسنہ ہے۔ اس وصف کے ذریعے وہ مشکل ترین کام آسانی سے سرانجام دیتا ہے۔ اور اس کے بغیر بعض اوقات آسان ترین کام بھی ٹھیک نہیں کر سکتا۔ اخلاق کے بارے میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے: ''کوئی چیز بھی میزان میں حسنِ اخلاق سے زیادہ وزن والی نہ ہوگی۔'' (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ وہ کون سی چیز ہے جو سب سے زیادہ لوگوں کو جنت میں داخل کرائے گی تو آپؐ نے فرمایا: ''اللہ کا تقویٰ اور اخلاق حسنہ'' (الترمذی)

ان احادیث سے اخلاق حسنہ کی فضیلت واضح ہوتی ہے۔ داعی کو چاہیے کہ وہ اخلاق حسنہ کا مالک ہو۔ اس کے بغیر لوگوں کی اصلاح اور رہنمائی کا مقصد حاصل نہ ہو سکے گا۔

غصہ سے دوری

غصہ وغضب خوشی اور پسندیدگی کی ضد ہے۔ دعوت کے کام میں غصہ وغضب سے پرہیز کرنا چاہئے۔ داعی کو غصے میں نہیں آنا چاہیے۔ کیونکہ غصہ انسان کو اندھا بنا دیتا ہے اور ہر قسم کی نصیحت سے بہرا کر دیتا ہے، اور جب غصہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے تو وہ شخص اپنے کئے پر نادم ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے ہمیں غصہ سے منع فرمایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ''لوگوں کو پچھاڑنے والا بہادر نہیں ہوتا، بہادر تو وہ ہوتا ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو پا لے۔'' (بخاری) لہٰذا داعی کو چاہیے کہ ہر حال میں غصے سے بچے اور اپنے آپ کو قابو میں رکھے، تاکہ دعوت کا کام صحیح اور احسن طریقے سے سرانجام دے سکے۔

عیب بینی کے بجائے عیب پوشی

داعی کے پیش نظر لوگوں کی اصلاح ہو نہ کہ ان کی خامیوں کو ڈھونڈنا یا انہیں ظاہر کرنا۔ وہ لوگوں کی کوتاہیوں اور خامیوں کی ٹوہ میں نہ رہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی مومن کی دنیاوی مشکلات میں سے کوئی مشکل دور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کی مشکلات میں سے ایک مشکل دور کرے گا اور جو شخص کسی تنگ دست کے لئے آسانی پیدا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دنیا وآخرت میں آسانی پیدا فرما دیتا ہے۔ اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بندے کی معاونت فرماتا ہے جو بندہ اپنے بھائی کی معاونت کرتا ہے۔'' (مسلم)

یہ حدیث داعی کو یہ ترغیب دے رہی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کی پردہ پوشی کرے۔ ایک مسلمان کی پردہ پوشی سے اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں پردہ پوشی عطا فرماتے ہیں، جو بہت بڑی فضیلت ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ایک دوسرے کی خامیاں اور کوتاہیاں تلاش نہ کریں بلکہ باہم اصلاح کریں۔ ہمیں مل جل کر دعوت کا کام کرنا چاہیے، تاکہ دنیوی اور اُخروی کامیابی حاصل کر سکیں۔

☆☆☆

معمار پاکستان نے کہا!

''پاکستان 14 اگست 1947ء کو عظیم اسلامی ریاست کی حیثیت سے معرضِ وجود میں آیا۔ یہ دنیا میں پانچویں بڑی اسلامی مملکت ہے۔ پاکستان کا آئین، آئین ساز اسمبلی نے بنانا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ آئین جمہوری اور اسلام کے مسلمہ قوانین پر مبنی ہوگا۔''

(امریکی عوام سے ریڈیو خطاب، 27 فروری 1948ء)

سلطان فتح علی خان ٹیپو

فرقان دانش

نام ونسب

ٹیپو سلطان 1753ء کو پیدا ہوئے۔ والد کا نام حیدر علی اور والدہ کا نام فاطمہ تھا۔ سلطان حیدر علی جنوبی ہندوستان میں ایک وسیع وعریض مملکت کا حاکم تھا۔ جس کا نام ریاست میسور تھا۔ سلطان ٹیپو کا پورا نام فتح علی خان ٹیپو تھا۔ ٹیپو ان کا لقب نہیں بلکہ پیدائشی نام تھا۔ اپنے بیٹے فتح حیدر کی نسبت سے ان کی کنیت ابوالفتح تھی۔

تعلیم وتربیت

حیدر علی نے ٹیپو کی دینی وفوجی تربیت کا خصوصی اہتمام کیا تھا۔ 19 جون 1767ء کو ٹیپو کو فوج کی کمان سونپ دی گئی۔ یہ وہ دور تھا جب انگریزوں نے ہندوستان میں قدم جمانا شروع کر دیے تھے۔ ریاست میسور ان کی راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ تھی۔ کیونکہ یہاں کا مسلمان حکمران حیدر علی غیرت دینی سے لبریز تھا۔ ٹیپو نے اپنے والد کے ساتھ مل کر انگریزوں اور مرہٹوں کے خلاف مختلف جنگوں میں حصہ لیا۔

ٹیپو سلطان سچے مسلمان اور عظیم سپاہی تھے۔ وہ ہر وقت باوضو رہتے۔ نماز فجر کے بعد بلا ناغہ قرآن پاک کی تلاوت کرتے۔ مکروہات اور لغویات سے مکمل اجتناب کرتے تھے۔ ایک عظیم سپاہی کی حیثیت سے وہ اپنے دور کے تمام فنون سپہ گری مثلاً نیزہ بازی، شمشیر زنی، تیر اندازی، کشتی، گھڑ سواری اور تیراکی میں مہارت رکھتے تھے۔ علماء اور بزرگوں کی قدر کرتے تھے۔ عربی اور فارسی میں مہارت کے ساتھ ساتھ انگریزی اور فرانسیسی بھی سیکھی۔ اُردو سے بھی شناسائی تھی۔

تخت نشینی

سلطان حیدر علی نے کینسر کے مرض میں وفات پائی۔ 26 دسمبر 1787ء کو سلطان ٹیپو تخت نشین ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر 34 سال تھی۔ ٹیپو نے اپنی ریاست کا نام سلطنت خدا داد میسور رکھا تھا۔ ٹیپو کو بیک وقت تین دشمنوں کا سامنا تھا۔ ایک انگریز، دوسرے مرہٹے اور تیسرا ریاست دکن کا حاکم نظام۔ انگریز اور مرہٹے تو غیر مسلم تھے، لیکن نظام دکن آج کے مسلم حکمرانوں کی طرح اپنے ملک کو درپیش خطرات کے ادراک کی صلاحیت سے محروم تھا۔ لہٰذا اس نے انگریزوں اور مرہٹوں کے ساتھ مل کر اپنے ہم وطن اور ہم مذہب سلطان ٹیپو کے خلاف محاذ بنایا۔

حکمتِ عملی

سلطان ٹیپو نے ان خطرات سے نپٹنے کے لئے اپنی فوج کو جدید خطوط پر منظم کیا اور انگریزوں کے دشمن ملک فرانس کے ماہر فوجی افسروں کو اپنے پاس بلا کر فوج کو جدید اسلحہ چلانے کی تربیت دی۔ سلطان نے اپنی ریاست کی بحریہ فوج بھی قائم کی۔ سمندر میں جہازوں کو مقناطیسی چٹانوں سے بچانے کے لیے لوہے کی بجائے تانبے کا استعمال ٹیپو نے شروع کروایا۔ ٹیپو نے اپنی ریاست کے مختلف علاقوں میں اسلحہ ساز کارخانے قائم کیے جہاں اعلیٰ معیار کی بندوقیں اور ڈھالیں بنائی جاتی تھیں۔ یہ بلٹ پروف ڈھالیں تھیں جو خالصتاً اسی دور کی ایجاد تھیں۔ سلطان نے مرہٹوں اور نظام دکن کو اپنے ملک کی حفاظت کے لیے بار بار انگریزوں کا ساتھ دینے سے منع کیا۔ سلطان نے انگریزوں کے خلاف محاذ بنانے کے لیے فرانس، ترکی، ایران اور افغانستان خصوصی سفارتی وفود بھیجے۔

معرکہ سرنگاپٹم

اپریل 1799ء کے آخری ہفتے میں انگریزوں اور نظام دکن کی فوج نے انگریز جنرل ہیرس کی قیادت میں سرنگاپٹم پر حملہ کیا۔ مرہٹے اس جنگ سے الگ رہے جبکہ نظام دکن نے مسلمان ہوتے ہوئے ٹیپو کے خلاف انگریزوں کے فرنٹ لائن اتحادی کا کردار ادا کیا۔ ٹیپو کفر ودین کے اس کارزار میں تن تنہا دشمن کے سامنے شیر کی طرح ڈٹ گئے۔ سلطان کے اپنے ساتھیوں میں سے میر صادق، قمر الدین اور پورنیا مال کے لالچ میں انگریزوں سے جا ملے۔ اسلام کی تاریخ گواہ ہے کہ اسے بیرونی طاقتوں سے کبھی کوئی خطرہ نہیں رہا، لیکن اگر کسی موقع پر دشمن کو غدار میسر آ گئے تو انہیں ان کی مدد سے ہی کامیابی ملی ہے۔ ان غداروں نے جنرل ہیرس سے خفیہ معاہدہ کیا کہ 4 مئی 1799ء کو دوپہر کے وقت سرنگاپٹم کے قلعے میں بمباری کی وجہ سے پڑنے والے شگاف کے ذریعے ہلہ بول دیا جائے۔ اگرچہ سلطان ٹیپو نے اس شگاف کی حفاظت کے لیے خصوصی دستے تعینات کیے تھے لیکن غدار میر صادق نے تنخواہ دینے کے بہانے عین دوپہر کے وقت فوجی دستوں کو وہاں سے بلا لیا اور دشمن فوج قلعے میں داخل ہو گئی۔

سلطان کو اس صورت حال کا پتہ چلا تو تلوار اور بندوق ہاتھ میں لیے بے خطر جنگ میں کود گئے۔ ٹیپو اپنی بندوق سے دشمن فوج پر فائر کرتے رہے۔ انہوں نے اس قدر دشمن ہلاک کیے کہ اُن کے اردگرد کا علاقہ لاشوں سے اٹ گیا۔ انگریز کمانڈر نے یہ صورت حال دیکھی تو ایک دستے کو سلطان کو گھیرے میں لینے کا حکم دیا۔ جب دشمن کی تعداد اس قدر بڑھ گئی تو سلطان نے واپس پلٹنا چاہا۔ اس دوران ایک گولی ٹیپو کے دائیں بازو میں لگی۔ سلطان نے رُک کر دشمن کا مقابلہ کیا کہ دوسرے بازو میں بھی گولی لگ گئی۔ سلطان گھوڑے پر سوار تھے اور گھوڑا بھی گولیوں سے چھلنی ہو کر زمین پر گرا۔ سلطان کو زخمی دیکھ کر وفادار خدمت گاروں نے پالکی میں سوار کیا اور محل کی طرف لے جانے لگے، لیکن میر صادق نے ہاتھ کے اشارے سے پالکی برداروں کو منع کر دیا۔ اسی دوران سلطان کے وفادار احمد خان نے ایک ہی وار میں

میر صادق کا کام تمام کر دیا۔

شہادت

میر صادق کی طرف سے فراہم کیے ہوئے اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک انگریز نے سلطان کی پیٹی اور تلوار لینا چاہی تو سلطان نے اپنی تلوار سے اس پر وار کیا۔ انگریز نے جواباً سلطان پر فائر کیا، گولی دائیں کان سے ذرا اوپر لگی اور سلطان خالق حقیقی سے جا ملے۔ شہادت کے وقت سلطان کی عمر صرف 46 برس تھی۔ جب انگریز سپہ سالار کو ٹیپو کی شہادت کی اطلاع ملی تو اس نے خوشی سے چلا کر کہا: ''آج سے ہندوستان ہمارا ہے۔''

تین دن سرنگاپٹم میں انگریز فوج نے لوٹ مار کا بازار گرم رکھا۔ لوٹ کا بیشتر حصہ فوجیوں کے ہاتھ آیا اور جو بچا وہ برطانیہ بھیج دیا گیا۔ لوٹ کے اس سامان میں عربی، فارسی، اور ہندی کے دو ہزار مخطوطات بھی تھے۔ شہید سلطان کے ہاتھ سے لکھی ہوئی ایک ڈائری آج بھی لندن کی برٹش لائبریری میں موجودہ ہے۔ یہ ڈائری فارسی زبان اور شکستہ رسم الخط میں تحریر کی گئی ہے۔

سیرت و کردار

سلطان ٹیپو مطالعہ کے بہت شوقین تھے۔ ذاتی کتب خانے میں کتابوں کی تعداد کم و بیش 2000 تھی۔ سائنسی علوم میں خصوصی دلچسپی رکھتے تھے۔ آپ کو برصغیر میں راکٹ سازی کا موجد کہا جاتا ہے۔ سلطان اور اُن کے والد حیدر علی نے جنوبی ہند میں 50 سال تک انگریز کو روکے رکھا اور کئی بار انگریز افواج کو شکست فاش دی اور برصغیر کو غیر ملکی تسلط سے بچانے کے لیے سنجیدہ و عملی اقدامات کیے۔ سلطان ٹیپو شہید نے ترکی، ایران، افغانستان اور فرانس سے مدد حاصل کرنے کی کوششیں کیں مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ اگر فرانسیسی جرنیل نپولین بوناپارٹ جو اس دور میں مصر تک آپہنچا تھا، سلطان کی مدد کے لیے اپنی فوج میسور بھیج دیتا تو آج برصغیر کا نقشہ کچھ اور ہوتا۔

سلطان نے آخری عمر میں پلنگ پر سونا چھوڑ دیا تھا، اور زمین پر کھدر بچھا کر سوتے تھے۔ سلطان کا یہ قول آج بھی بہادری اور شجاعت کی ایک زندہ مثال ہے: ''شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے۔'' واقعتاً سلطان ٹیپو کی ساری زندگی اسی قول کی مصداق تھی۔

بیسویں صدی عیسوی
میں صنم کدۂ ہند میں ''احیائے اسلام'' کی کوششوں پر ایک اہم تاریخی دستاویز

جماعتِ شیخ الہند اور تنظیمِ اسلامی

- ابوالکلامؒ 'امام الہند' کیوں نہ بن سکے؟
- 'حزب اللہ' اور 'دارالارشاد' قائم کرنے کے منصوبے بنانے والا ''عبقری وقت'' کانگرس کی نذر کیوں ہو گیا؟
- احیائے دین اور احیائے علم کی تحریکوں سے علماء کی بدظنی کیوں؟
- کیا اقامتِ دین کی جدوجہد ہمارے دینی فرائض میں شامل ہے؟
- حضرت شیخ الہندؒ کیا کیا حسرتیں لے کر اس دنیا سے رُخصت ہوئے؟

علماءِ کرام اب بھی 'متحد' ہو جائیں تو 'اسلامی انقلاب' کی منزل دُور نہیں!

فرائضِ دینی کا جامع تصوّر ، رجم ، عورت کی دیت اور دیگر مسائل پر ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی معرکہ آرا تحریروں اور خطبات کے علاوہ مؤرّخ اسلام مولانا سعید احمد اکبر آبادی، ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہان پوری، مولانا افتخار احمد فریدی، مہاجرِ کابل قاری حمید انصاری، پروفیسر محمد اسلم، مولانا محمد منظور نعمانی، مولانا اخلاق حسین قاسمی دہلوی، مولانا محمد زکریا، مولانا سیّد عنایت اللہ شاہ بخاری اور دیگر نامور علماءِ کرام اور اہلِ علم حضرات کی تحریروں پر مشتمل تاریخی مرقع

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے مبسوط مقدمے کے ساتھ

یہ کتاب کچھ عرصے سے آؤٹ آف پرنٹ تھی۔ اب اس کا نیا ایڈیشن جدید کمپیوزر کمپوزنگ، خوبصورت ٹائٹل اور مضبوط جلد کے ساتھ زیورِ طبع سے آراستہ ہو گیا ہے!

ضخامت 620 صفحات قیمت 500 روپے

مکتبہ خُدّامُ القُرآن لاہور

قرآن اکیڈمی، 36 کے، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 3-35869501(042)
فیکس: 35834000(042) ای میل: maktaba@tanzeem.org
ویب سائٹ: www.tanzeem.org

نائن الیون سانحہ کی حقیقت اور افغان جنگ میں امریکہ سے ہمارے تعاون کے حوالے سے
امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کا
فکر انگیز، جامع خطاب

امریکی جنگ میں ہمارا تعاون؟
دو انتہا پسندانہ رویے!

اب کتابی صورت میں چھپ کر آگیا ہے

عمدہ طباعت، دیدہ زیب سرورق، امپورٹڈ بک پیپر

صفحات: 24 قیمت: 20 روپے

خود پڑھئے، احباب کو تحفۃً پیش کیجئے

مکتبہ خدام القرآن لاہور 36 کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون 3-35869501
E-mail: maktaba@tanzeem.org

تنظیم اسلامی حلقہ کراچی شمالی کے زیر اہتمام دعوتی کیمپ

23 مارچ 2013ء کو تنظیم اسلامی حلقہ کراچی شمالی کے زیر اہتمام اورنگی ٹاؤن سیکٹر 14 میں ایک دعوتی کیمپ لگایا گیا۔ مقامی تنظیم اورنگی ٹاؤن نے میزبانی کی۔ پروگرام سے 15 روز قبل مختلف امور کے لئے کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔ Google Earth کی مدد سے علاقے کا نقشہ حاصل کر کے اسے 15 زونز میں تقسیم کیا گیا۔ مقامی رفقاء میں سے ہر زون کے لئے ایک رہبر کا تعین کیا گیا۔ رفقاء کو متحرک کرنے کے لئے مقامی تنظیم کے نقباء اسرہ جات کے اجتماعات میں فریضۂ دعوت دین کی اہمیت کو اجاگر کیا اور اس کیمپ کے لئے اپنے اوقات کو زیادہ سے زیادہ فارغ کرنے کی ترغیب دلائی گئی۔ پروگرام سے 3 روز قبل نمایاں مقامات پر دعوتی بینرز اور پول ہینگرز آویزاں کئے گئے۔ ایک روز قبل علاقے کی مختلف مساجد میں نماز جمعہ کے بعد ہینڈ بل تقسیم کئے گئے اور جمعہ ہی کے دن بعد نماز عصر تا رات ساڑھے نو بجے پورے علاقے میں تشہیری ٹرک پر ساؤنڈ سسٹم کے ساتھ گشت کیا گیا۔ مارکیٹوں، چوراہوں اور مختلف گلیوں میں اعلانات کئے گئے اور مصروف علاقوں میں رفقاء نے ہینڈ بلز تقسیم کئے اور اس دعوتی کام میں بھرپور حصہ لیا۔

مقررہ دن مقامی رفقاء دن کے 12 بجے کیمپ پہنچ گئے اور جن رفقاء کو رہبر بنایا گیا تھا انھیں ان کے طے شدہ علاقے پہلے سے لے جا کر دکھائے گئے۔ دوپہر 3 بجے سے دیگر مقامی تنظیم کے رفقاء کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ نیو کراچی کے امیر نوید مزمل بھائی نے دعوت کی اہمیت اور فضیلت پر روشنی ڈالی اور کہا کہ ہم سب اپنی نیتوں کا جائزہ لیں، ہمارے پیش نظر صرف اور صرف رضائے الٰہی کا حصول ہونا چاہیے۔ انھوں نے گشت کے آداب کی یاد دہانی کرائی۔ اس کے بعد امیر حلقہ نے امیر اور رہبر سمیت 7 رفقاء پر مشتمل 15 گروپس تشکیل دیئے۔ اس دوران میں چائے پیش کی گئی۔ گروپس کے رفقاء آپس میں تعارف حاصل کرنے کے بعد اپنے طے شدہ علاقوں کی طرف قافلے کی شکل میں روانہ ہو گئے۔ رفقاء نے علاقے کی 7 بڑی مساجد میں نماز عصر ادا کی اور اس کے بعد مقررین نے مساجد کے مرکزی دروازوں پر کارنر میٹنگز کیں۔ بعد ازاں رفقاء نے گھر گھر جا کر لوگوں کو بعد نماز مغرب ہونے والے خطاب عام میں شرکت کی دعوت دی۔ اس دوران 2500 ہینڈ بلز، تنظیمی و دعوتی بروشرز، میثاق اور ندائے خلافت کے سابقہ شمارے تقسیم کئے گئے۔ علاقے میں ہینڈ بلز کی تقسیم اور گشت سے فارغ ہو کر رفقاء اجتماع گاہ پہنچے۔ نماز مغرب کے بعد دعوتی پروگرام کا آغاز حافظ سید فیض الرحمٰن کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اس کے بعد امیر حلقہ کراچی شمالی شجاع الدین شیخ نے "پاکستان کا مطلب کیا؟......" کے موضوع پر خطاب کیا۔ انہوں نے سورۃ الانفال کی آیات 25، 26 کی روشنی میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے انعام کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ انگریز کی حکمرانی اور ہندو کی اکثریت کے باوجود پاکستان کا وجود میں آنا صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کا خاص انعام ہے۔ اس کے بعد انہوں نے مفکر پاکستان علامہ اقبال اور بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کے بیانات کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ پاکستان بنانے والوں کے نزدیک پاکستان کا اصل مقصد خلافت راشدہ کی طرز پر اسلامی ریاست کا قیام تھا۔ اسی غرض سے: "پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ" کا نعرہ لگایا گیا تھا۔ انہوں نے پاکستان بننے سے پہلے کے حالات وواقعات پیش کئے اور کہا کہ یہ اسلام ہی کا جذبہ تھا جس نے مختلف زبانوں، رنگوں، نسلوں اور مسلکوں سے تعلق رکھنے والوں کو یکجا کیا اور تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ انھوں نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ ہم نے 65 سال گزرنے کے باوجود اللہ سے کئے ہوئے وعدے کو پورا نہ کیا اور پاکستان میں شریعت کا نفاذ نہ کر سکے، جبکہ 1949ء میں قرارداد مقاصد کی صورت میں یہ بات واضح کی جا چکی ہے کہ مملکت خداداد پاکستان میں کوئی قانون سازی قرآن وسنت کے خلاف نہ ہوگی۔ اس کے بعد مقرر نے مملکت پاکستان اور پاکستانی قوم پر اس وعدہ خلافی کی وجہ سے جو عذاب آئے ان کا مختصراً تذکرہ کیا، اور کہا کہ آج بھی نجات کا واحد راستہ یہ ہے کہ قوم انفرادی اور اجتماعی سطح پر اللہ کی طرف رجوع کرے اور پاکستان میں نفاذ اسلام کی کوششوں کو تیز کرے۔

خطاب کے بعد احباب سے رابطہ فارم پُر کروائے گئے اور مقامی تنظیم کی سطح پر ہونے والے دروس قرآن کے ہینڈ بلز تقسیم کئے گئے۔ آنے والے احباب کی آمد پر شکریہ ادا کیا گیا اور چند اعلانات کے بعد دعا پر محفل کا اختتام ہوا۔ اس موقع پر تنظیم کی مطبوعات کا اسٹال بھی لگایا گیا تھا جس سے شرکاء نے بھرپور استفادہ کیا۔ اس پروگرام میں تقریباً 120 رفقاء، 115 احباب اور 100 سے زائد خواتین نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ منتظمین اور شرکاء کی محنت وتعاون کو قبول فرمائے اور ہم سب کو خلوص کے ساتھ اقامت دین کی جدوجہد میں اپنا تن من دھن لگانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (مرتب: محمد عمران)

حلقہ کراچی شمالی کے تحت مقامی تنظیم گلستان جوہر 1 میں دعوتی کیمپ

حلقہ کراچی شمالی کے امیر شجاع الدین شیخ نے حلقہ کی دس تنا ظیم کو توسیع دعوت کے ضمن میں دو دعوتی کیمپ لگانے کی ذمہ داری سونپی۔ ایک کیمپ کی ذمہ داری مشترکہ طور پر مقامی تنظیم گلستان جوہر 1، گلستان جوہر 2، گلزار ہجری، گلشن اقبال اور وسطی تنظیم کو دی گئی۔ دعوتی کیمپ کے لئے میزبانی کی ذمہ داری گلستان جوہر 1 کی تھی۔ امیر مقامی تنظیم عارف جمال فیاضی نے مشاورت سے جگہ کا انتخاب کیا اور گلستان جوہر بلاک 16 میں APHA لان میں کیمپ لگانے کا فیصلہ ہوا۔ پروگرام کے لئے جناب جمیل احمد خان کا بطور ناظم تقرر کیا گیا۔ دیگر ذمہ داریوں کے لئے ناظمین اور معاونین کا تقرر بھی عمل میں آیا۔ پروگرام کی تشہیر اور دعوت کے لئے 6000 ہینڈ بلز، 20 بڑے بینرز اور 125 پول ہینگرز پرنٹ کرائے گئے۔ ناظم پروگرام نے مشاورت سے رفقاء کی ٹیمیں تشکیل دیں۔ ایک ٹیم کی ذمہ داری جمعہ کی نماز کے بعد مختلف مساجد میں ہینڈ بلز کی تقسیم کی تھی۔ دوسری ٹیم کی ذمہ داری دعوتی کیمپ سے ایک دن پہلے مختلف

حرف ادراک

حُسنِ سیرت کے بغیر

مسعود جاوید

زندگی بے چارگی ہے عزم و ہمت کے بغیر
عزم و ہمت بھی ہیں بے معنی صداقت کے بغیر
نو گرفتارانِ آزادی ، یہ آزادی نہیں
امن و آزادی ہیں اک دھوکا خلافت کے بغیر
درد و داغ و اضطراب و اشک ہیں میرے رفیق
زندہ ہوں غیروں میں اپنوں کی رفاقت کے بغیر
رودِ موسیٰ کے کناروں کی وہ شادابی کہاں
دل لب راوی پہ تشنہ ہے محبت کے بغیر
باوجودِ نزہت و رنگ و نزاکت جیسے پھول
دلکش و جاذب نہیں ہوتا ہے نکہت کے بغیر
بس یونہی اے تاجدارِ ناز و حُسن بے مثال
حُسنِ صورت بے نمک ہے، حُسن سیرت کے بغیر

(مرسلہ: قاضی عبدالقادر، ماخوذ: ماہنامہ "چراغِ راہ" کراچی، اکتوبر 1951ء)

مساجد میں مغرب کی نماز کے بعد ہینڈ بلز تقسیم کرنے کی تھی جبکہ تیسری ٹیم کی ذمہ داری بینرز اور پول ہینگرز آویزاں کرنے کی تھی۔ ہر ٹیم کا ایک ناظم مقرر ہوا۔ مقامی امیر، ناظم پروگرام اور کچھ رفقاء نے مل کر دعوتی کیمپ کے علاقہ کا معائنہ کیا۔ دعوتی ٹیموں کو گشت کروانے کے لئے رہبروں کا تقرر بھی عمل میں آیا اور ان کو اپنے اپنے علاقہ کا گشت کروایا گیا تاکہ دعوتی کیمپ کے دوران میں دعوتی سرگرمیاں منظم طریقے سے ہوسکیں۔

23 مارچ بروز ہفتہ بوقت 2 بجے میزبان تنظیم کے رفقاء جلسہ گاہ میں جمع ہوئے۔ لان کے سامنے پارک پر تنظیم اسلامی کے جھنڈے نصب کئے گئے، تاکہ دیگر رفقاء واحباب کو لان پہنچنے میں سہولت ہوسکے۔ پروگرام کے آغاز میں گلستان جوہر 2 کے رفیق جناب عثمان علی نے دعوت کی اہمیت اور آداب سے رفقاء کو آگاہ کیا۔ حلقہ کے ناظم دعوت عامر خان نے دعوتی گشت کے لئے 12 ٹیمیں تشکیل دیں۔ اِس دوران میں رفقاء نے باہمی تعارف بھی حاصل کیا۔ 5 بجے دعوتی ٹیموں کو اپنے اپنے علاقے میں روانہ کیا گیا۔ ٹیموں کے رفقاء نے نماز عصر مختلف مساجد میں ادا کی۔ بعض مساجد کے باہر کارنر میٹنگز بھی کی گئیں۔ اس کے بعد رفقاء نے گھر گھر جاکر عوام الناس کو دعوتی پروگرام میں شرکت کی دعوت دی۔

پروگرام کا آغاز نماز مغرب کے بعد تلاوت قرآن حکیم سے ہوا۔ عامر خان نے ''پاکستان کے موجودہ مسائل اور ان کا حل: قرآن وسنت کی روشنی میں'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ شرکاء نے نہایت توجہ سے یہ خطاب سنا۔ انہوں نے پاکستان کے موجودہ مسائل کا اجمالاً ذکر کیا کہ آج معاشی اور اخلاقی اعتبار سے ہمارا دیوالہ نکل چکا ہے، اور ہم لسانی، علاقائی، سیاسی اور مذہبی بنیاد پر ایک دوسرے کی قوت کا مزہ چکھ رہے ہیں۔ ملک میں انارکی اور انتشار کی صورتحال ہے۔ ایک طرف ٹارگٹ کلنگ جاری ہے تو دوسری طرف قبائلی علاقہ جات میں ہم اپنے ہی مسلمان بھائیوں کو ڈالر کے عوض قتل کر رہے ہیں۔ ان مسائل کی وجوہات کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہم نے بحیثیت قوم 23 مارچ 1940ء کو قرار دادِ پاکستان منظور کی تھی۔ ہمارے بزرگوں کی قربانیوں اور دعاؤں کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ ملک عطا کیا۔ ہم نے اللہ سے وعدہ کیا تھا کہ الٰہی! اگر تو ہمیں ایک آزاد خطہ زمین عطا فرمادے تو ہم اُس میں تیرے دین وشریعت کا نظام قائم کریں گے۔ لیکن 65 برس گزرنے کے باوجود ہم نے پاکستان میں شریعت کا نظام قائم نہیں کیا۔ نفاذ اسلام کے وعدے سے انحراف اور دین سے دوری کے نتیجے میں ہم بحیثیت قوم اللہ کے عذاب میں گرفتار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے موجودہ مسائل کا واحد حل یہ ہے کہ ہم بحیثیت قوم توبہ کریں۔ انفرادی سطح پر خواہشات نفس کو دین وشریعت کے تابع کریں اور اجتماعی سطح پر شریعت کے نظام کو قائم کریں۔ انہوں نے کہا کہ شریعت کا نفاذ الیکشن کے ذریعے نہیں ہوگا۔ اِس کے لئے ہمیں منہج نبویؐ سے ماخوذ انقلابی جدوجہد کا راستہ اختیار کرنا ہوگا۔ یعنی افراد کو دعوت دینی ہوگی۔ پھر جو افراد اپنی ذات پر اسلام کو نافذ کرلیں، اپنی معاش کو حرام اور اپنی معاشرت کو بے پردگی اور بے حیائی سے پاک کرلیں، انہیں ایک منظم پریشر گروپ کی صورت دے کر نہی عن المنکر بالید کے ذریعے شریعت کو عملی شکل دینا ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کا استحکام اور بقا صرف اور صرف اسلام سے وابستہ ہے۔ اگر ہم نے پاکستان میں اسلامی نظام کو قائم نہ کیا تو اندیشہ ہے کہ ہم کسی بڑے عذاب میں گرفتار ہو جائیں اور آزادی کی نعمت سے محروم کر دیئے جائیں۔ اس پروگرام میں 160 رفقاء تقریباً 225 احباب اور 150 خواتین نے شرکت کی۔ پروگرام کے بعد احباب نے سٹال سے بھی استفادہ کیا۔ رابطہ فارم کے ذریعے احباب کے نام، پتے اور فون نمبر بھی حاصل کئے گئے۔ پروگرام کا اختتام دعا پر ہوا۔ اللہ تعالیٰ رفقاء کی اس سعی وجہد اور انفاق کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ (آمین) (مرتب: جمیل احمد خان)

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شمالی کے زیر اہتمام سہ ماہی اجتماع

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شمالی کے زیر اہتمام ایک روزہ سہ ماہی اجتماع 31 مارچ 2013ء بروز اتوار جامع مسجد الفرقان اسلام آباد میں ہوا۔ پروگرام کا آغاز صبح ساڑھے آٹھ بجے ہوا۔ ناظم حلقہ راجہ محمد اصغر نے اجتماع کے پروگراموں کی تفصیل بیان کی۔ اس کے بعد نائب ناظم حلقہ ڈاکٹر امتیاز احمد نے درسِ قرآن دیا۔ ان کے درس کا موضوع ''نظم جماعت کی پابندی اور اس سے رخصت اور معذرت'' تھا۔ انہوں نے سورۃ النور کی آیات 62 تا 64 کی روشنی میں کہا کہ شیطان کا زوردار حملہ جماعتی زندگی کے نظم پر ہوتا ہے، اس لئے کہ اگر نظم ٹوٹ جائے تو دینی جدوجہد میں دراڑ پڑ جاتی ہے۔ نظم کے ٹوٹنے کی ایک بڑی وجہ مامورین کی طرف سے اطاعت میں کمی ہونا ہے۔ اور اطاعت میں کمی کی ایک وجہ مامور کا امیر سے تعلیمی، عملی یا خطیبانہ صلاحیت کا زیادہ ہونا ہے۔ انہوں نے ایک انگریز مفکر کے حوالے سے کہا کہ ''جو اطاعت نہیں کر سکتا وہ کبھی اچھا کمانڈر نہیں بن سکتا۔'' جماعتی زندگی میں اقدام کے آخری مرحلے کا فیصلہ بھی امیر جماعت نظم کی پابندی دیکھ کر کرتا ہے۔ اگرچہ جماعتی زندگی میں ناگزیر صورتحال میں اجازت ضرورت بن جاتی ہے لیکن اگر عزیمت کا راستہ اختیار کیا جائے تو وہ اجازت کی نسبت بہتر راستہ ہے، کیونکہ ہم جماعتی نظم میں اللہ کے کام کے لئے جڑتے ہیں، اس لئے اگر اپنے کام پر اللہ کے کام کو ترجیح دیں تو اللہ تعالیٰ ہمارے ذاتی کام میں آسانی پیدا فرمائے گا۔ اسلام آباد شمالی کے امیر عظمت ممتاز ثاقب نے ملٹی میڈیا کے ذریعہ بیعتِ عقبہ ثانیہ کے حوالے سے مذاکرہ کرایا۔ مذاکرہ کے دوران میں چائے کا وقفہ ہوا۔ وقفہ کے بعد مذاکرہ کا بقیہ حصہ مکمل کیا گیا۔ بعد ازاں ناظم حلقہ راجہ محمد اصغر نے رفقاء کے سامنے درج ذیل امور کے حوالے سے تفصیلی ہدایات دیں۔

1۔ قرآن حکیم کے منتخب نصاب نمبر 1 کے بانی محترم کے دروس ہر رفیق لازمی طور پر سننے کا

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ العزیز

''مسجد نمرہ ملک پارک دفتر سوئی گیس لنک روڈ گوجرانوالہ'' میں

26 مئی تا یکم جون 2013ء

(بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔ زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں

اور

اسی مقام پر

31 مئی تا 2 جون 2013ء

(بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار)

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ امراء ونقباء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0300-7446250/0553891695

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت: (042)36316638-36366538

0332-4178275

اہتمام کرے اور اس کے لیے تمام ممکنہ ذرائع اختیار کرے۔

2۔ رفقاء ندائے خلافت کا مطالعہ خود بھی اپنے معمول کا حصہ بنائیں اور احباب کو بھی زیادہ سے زیادہ خریدار بنانے کی کوشش کریں۔

3۔ انفرادی دعوت کا معاملہ کافی کمزور ہے۔ اسے بہتر بنانے کے لیے ہر رفیق انفرادی دعوت کا پورا اہتمام کرے۔

اگلا پروگرام دعوتی تھا جس میں 5،5 رفقاء کے 23 گروپس بنا کر انہیں سیکٹر I-8، I-9 اور I-10 کی مساجد میں بھیجا گیا۔ واپسی پر رفقاء نے دوپہر کا کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد تین بجے پروگرام کا دوبارہ آغاز ہوا تو دعوت کے لیے جانے والے رفقاء میں سے 5 نے اپنے تاثرات بیان کیے۔ آخر میں منتخب اسرہ جات کے نقباء کو اسرہ کے پروگراموں کے حوالے سے ایک سوالنامہ دیا گیا۔ تمام نقباء نے سوالنامے کے تفصیل سے جوابات دیئے، اس طرح انہیں ایک دوسرے کے تجربات سے بہت زیادہ سیکھنے کا موقع ملا۔ سوالنامہ میں درج ذیل سوالات شامل تھے۔

1۔ کیا آپ کے اسرہ کا تنظیمی اجتماع نظام العمل کے مطابق ہو رہا ہے؟

2۔ اگر ہو رہا ہے تو کیا آپ کو معلوم ہے کہ نظام العمل کے مطابق اجتماع اسرہ میں کون کون سے پروگرام ہیں؟ تفصیل بیان کریں۔

3۔ آپ اجتماع اسرہ کے لیے رفقاء کو جو موضوعات دیتے ہیں اس کے لیے ان کو اطلاع کیسے دیتے ہیں؟

4۔ کیا آپ اپنے اُسرے کے رفقاء کے حالات سے پوری طرح باخبر ہیں؟

5۔ کیا آپ اپنے اسرہ کے رفقاء کے ذاتی و خانگی مسائل کو حل کرنے کے لیے وقت نکالتے ہیں؟

6۔ آپ اپنے اسرہ کے رفقاء کو فعال کرنے کے لیے کیا کوشش کر رہے ہیں؟

7۔ کیا آپ اپنے رفقاء سے غیر رسمی ملاقاتوں کا اہتمام کرتے ہیں؟

8۔ کیا آپ اور آپ کے اسرے کے رفقاء باہم ایک دوسرے کے ساتھ ذاتی مسائل پر گفتگو کرتے ہیں؟

9۔ تنظیم کی دعوت کو پھیلانے کے لیے آپ اسرے کی سطح پر کیا انتظامات کرتے ہیں؟

10۔ اُسرے کے اجتماع کی اوسط حاضری کیا رہتی ہے اور رفقاء کی غیر حاضری کے عمومی اسباب کیا ہیں؟

11۔ کیا اُسرے کے اجتماع میں نہ آنے والے رفقاء سے آپ بعد میں رابطہ کرتے ہیں؟

12۔ کیا آپ اسرہ کی کارکردگی میں بہتری کے لیے کوئی تجاویز دینا چاہیں گے؟

آخر میں ناظم حلقہ راجہ اصغر نے اختتامی کلمات کہے، انہوں نے کہا کہ اس اجتماع سے ہمیں فکری غذا ملی ہے۔ انہوں نے دُعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے۔ بعد نماز عصر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (مرتب: عبدالرؤف)

حلقہ پنجاب شرقی کے زیر اہتمام سہ ماہی تربیتی کورس

حلقہ پنجاب شرقی کا سہ ماہی تربیتی کورس 7 اپریل 2013ء کو جامع مسجد جامع القرآن والسنہ کے فاروق آباد کالونی بہاولنگر میں منعقد ہوا۔ کورس میں 156 رفقاء اور 15 احباب نے شرکت کی۔ پروگرام کا آغاز صبح 9 بجے ہوا۔ وقار اشرف امیر مقامی تنظیم فورٹ عباس نے منتخب نصاب نمبر 2 سے درس قرآن دیا۔ اس کے بعد امیر حلقہ محمد ناصر بھٹی نے وائٹ بورڈ کے ذریعے ''اجتماع اسرہ کیسے کیا جائے؟'' پر گفتگو کی اور نقباء و رفقاء کی باہمی مشکلات اور ان کے حل پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد چائے و تعارف کا وقفہ ہوا۔ وقفے کے بعد ملٹی میڈیا پر دعوتی حوالے سے ایک ویڈیو دکھائی گئی۔ رفقاء و احباب نے اس کو بے حد پسند کیا۔ اس کے بعد نماز ظہر اور کھانے کا وقفہ ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ بابرکت محفل اپنے انجام کو پہنچی۔ یہ نشست تقریباً پانچ گھنٹے پر محیط تھی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ (آمین)

(رپورٹ: رفیق تنظیم)

غلبۂ و اقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں | تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ **میثاق** لاہور

شمارہ مئی (رجب)

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

مشمولات

☆ لوحِ جبیں تازہ کریں! — ایوب بیگ مرزا

☆ کیا انتخابات پاکستان کو بحرانوں سے نکال سکتے ہیں؟ — حافظ عاکف سعید

☆ قرآن مجید: محفوظ ترین پناہ گاہ — حافظ محمد مشتاق ربانی

☆ برائی کو طاقت سے روکنا — علامہ یوسف القرضاوی

☆ قوم شعیبؑ کی دو بڑی برائیاں — عتیق الرحمٰن صدیقی

☆ وَاِنۡ تُطِعۡ اَكۡثَرَ مَنۡ فِى الۡاَرۡضِ — محمد رشید عمر

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ''بیان القرآن'' باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

☆ صفحات: 96 ☆ قیمت فی شمارہ: 25 روپے ☆ سالانہ زرتعاون (اندرون ملک) 250 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ العزیز

''مسجد بنت کعبہ N-866 پونچھ روڈ سمن آباد لاہور'' میں

17 تا 19 مئی 2013ء

(بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر) اور

''قائداعظم یونیورسٹی کالونی جامع مسجد نزد بری امام اسلام آباد'' میں

24 تا 26 مئی 2013ء

(بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

مدرسین ریفریشر کورسز

کا انعقاد ہوگا۔ زیادہ سے زیادہ مدرسین ان کورسز میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ (لاہور): 0333-4273815

(اسلام آباد): 0333-5382262

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت (042)36316638-36366638

0332-4178275

Ansaar Abbasi

KAYANI S TIMELY REMINDER ABOUT ISLAMIC IDEOLOGY

At a time when a bunch of frustrated seculars is trying to detach Pakistan from its Islamic ideology, Army Chief General Ashfaq Parvez Kayani has issued a timely warning against any effort to alter the very foundations of this country. Pakistan was created in the name of Islam and Islam can never be taken out of Pakistan, Kayani said, adding that we would succeed only if we remain committed to the basis for creation of Pakistan. In his address to the future leaders of Pakistan army at Kakul Academy, General Kayani subtly responded to all those who have of lately launched a campaign to create confusion about the very basis for the creation of Pakistan --- the Islamic Ideology -- by conveying unambiguously and unequivocally that Islam can never ever be detached from Pakistan.

General Kayani has also been briefly discussing this vital connection between Islam and Pakistan in his past addresses to troops and officers, his Saturday s statement is vital as he made a comprehensive statement. Firstly, he reminded everyone of the very basis for the creation of Pakistan; secondly, the COAS made it clear that the Pakistan army is committed to the Islamic foundation of this country even today; and thirdly, he talked of the future by stating that we as a nation would only succeed if we remain committed to the Islamic Ideology of Pakistan. Not only this, General Kayani also recognized that Islam always remains a unifying force and assured that regardless of odds, the Pakistan Army will keep on doing its best towards our common dream for a truly Islamic Republic of Pakistan envisioned by the Quaid-i-Azam and Allama Iqbal.

In the post-9/11 scenario, General Kayani s predecessor and now jailed former dictator General Pervez Musharraf had tried to seriously dent the Islamic foundation of this country by imposing on this nation his so-called policy of enlightened moderation and by pushing the Pakistan Army into US s so-called War against Terror. Like ordinary Pakistanis, such policies of Musharraf confused the hearts and minds of soldiers for whom *Islam*, *Jehad*, *Shahadat* remain the motivating factors to join the military. Following Musharraf s departure, the greater challenge for the incumbent army chief was to get the Pak Army out of US s so-called war on terror and to revert to Pakistan Army original motto: *Emaan*, *Taqwa*, *Jehad Fesabeelillah*.

Musharaf s policies did not get any appreciation from the vast majority of the people of this country, including that army, which instead because of these policies faced innumerable terrorist attacks from its own people. However, his contentious policies had emboldened a tiny minority of such liberals and seculars, who have always been against the Islamic Ideology of Pakistan but could never get any support to detach Pakistan from Islam and make it a secular state.

During Musharraf s rule, some rambling voices were raised against the Islamic Ideology of Pakistan but of late a concerted effort was made to negate the very basis for the creation of Pakistan despite its complete endorsement by the unanimously adopted Constitution of Pakistan and the judgments of the superior judiciary. The 2008-13 Parliament was also unanimous to protect the Objective Resolution --- which according to the superior judiciary reflects the ideology of Pakistan --- and all other Islamic provisions of the Constitution, but still a select group of liberals and seculars sought change in the very foundation of this country.

While the politicians are now busy with their electioneering for the upcoming May 11 polls

and don t get time to respond to those trying to hit the very foundations of Pakistan, Army Chief did well to counter the ongoing propaganda campaign against the Islamic Ideology of Pakistan. [*Courtesy: The News*]

VISIONARY LEADERSHIP

ALLAMA IQBAL SAID:

I would like to offer a few pieces of advice to the young men who are at present studying at Cambridge. I advise you to guard against atheism and materialism. The biggest blunder made by Europe was the separation of Church and State. This deprived their culture of moral soul and diverted it to the atheistic materialism. Twenty-five years ago, I had seen through the drawbacks of this civilization and therefore had made some prophecies. They had been delivered by my tongue although I did not quite understand them. This happened in 1907. After six or seven years, my prophecies came true, word by word. The European war of 1914 was an outcome of the aforesaid mistakes made by the European nations in the separation of the Church and the State.

[*Address to Cambridge University Students Union; December 1931*]

THE QUAID SAID:

Whatever I have done, I did as a servant of Islam and only tried to perform my duty and made every possible contribution within my power to help our Nation. It has been my constant endeavor to try to bring about unity among *Musalmans*, and I hope that in the great task of reconstruction and building up great and glorious Pakistan, that is ahead of us, you realize that solidarity is now more essential than it ever was for achieving Pakistan, which by the grace of God we have already done. I am sure that I shall have your fullest support in this mission. I want every *Musalman* to do his utmost and help me and support me in creating complete solidarity among the *Musalmans*, and I am confident that you will not lag behind any other individual or part of Pakistan. We *Musalmans* believe in one God, one book --- the Holy Quran --- and one Prophet. So we must stand united as one Nation.

[*Address to the Tribal Jirga, Peshawar; April 1948*]

مرکز تنظیم اسلامی کی پیش کش

امیر تنظیم اسلامی **حافظ عاکف سعید** حفظہ اللہ

یا دیگر مرکزی ذمہ داران تنظیم

کا

مرکزی خطابِ جمعہ

جو بالعموم تذکیر بالقرآن، حالات حاضرہ پر تبصرے اور آئندہ کے لائحہ عمل پر مشتمل ہوتا ہے

اب آپ ہر ہفتے اپنی جگہ پر سُن سکتے ہیں

آڈیو کیسٹ کے ساتھ ساتھ
آڈیو سی ڈی میں بھی دستیاب ہے

ممبر بنیں اور استفادہ کریں

سالانہ ممبر شپ فیس **1000** روپے

مرکز تنظیم اسلامی میں نقد، منی آرڈر یا پھر ڈرافٹ کے
ذریعے رقم جمع کروائیں اور رسید حاصل کریں

نوٹ: یہی خطاب جمعہ بذریعہ Internet ہماری ویب سائٹ www.tanzeem.org
سے براہ راست یا Download کر کے بھی سنا جاسکتا ہے۔

تنظیمِ اسلامی

مزید معلومات کیلئے درج ذیل نمبرز پر رابطہ کیا جاسکتا ہے

فون نمبرز:36316638/36366638 فیکس:36313131

Email:markaz@tanzeem.org

67/اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور۔

دعائے صحت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شرقی کے منفرد اسرہ ساہیوال کے نقیب عبداللہ سلیم کے بہنوئی اور محمد ناصر چشتی کی والدہ علیل ہیں۔

☆ رفیق تنظیم اسلامی گڑھی شاہو سید تنویر علوی کی والدہ کو زبان کا کینسر ہے۔

اللہ تعالیٰ بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ قارئینِ ندائے خلافت سے اِن کے لیے دعائے صحت کی اپیل ہے۔

دعائے مغفرت کی اپیل

تنظیم اسلامی نیو کراچی کے رفیق جناب کاشف فرید کے والد وفات پا گئے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ قارئین سے بھی دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ وَارْحَمْہُ وَاَدْخِلْہُ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْہُ حِسَابًا یَّسِیْرًا